ایہہ۔ کیو کی سچی کہانی

لو شیون

ایہہ کیو کی سچی کہانی

National Publishing House
100,
Adamji Road,
Phone 61847
Rawalpindi

ایہہ کیو کی سچی کہانی

لو شیون

غیر ملکی زبانوں کا اشاعت گھر
پیکنگ

پہلا ایڈیشن ۱۹۸۱ء

غیر ملکی زبانوں کا اشاعت گھر
۲۴ - پائی وان چوانگ روڈ ، پیکنگ
عوامی جمہوریۂ چین

لو شيون

خاكه : تهاۋ يوان چهينگ

مندرجات

باب		صفحہ
۱	- تعارف	۱
۲	- ایہہ کیو کی فتوحات کا مختصر تذکرہ	۱۰
۳	- ایہہ کیو کی فتوحات کا کچھ مزید تذکرہ	۱۹
۴	- رومان کا المیہ	۲۸
۵	- روزگار کا مسئلہ	۳۹
۶	- عروج و زوال	۴۸
۷	- انقلاب	۵۸
۸	- انقلاب میں شرکت پر پابندی	٦۸
۹	- شاندار انجام	۷۸
	مصنف کے بارے میں	۸۹

پہلا باب

تعارف

پچھلے کئی سال سے میں ایہہ کیو کی سچی کہانی لکھنے کا سوچ رہا تھا ۔ لیکن لکھنے کی خواہش کے ساتھ ساتھ قدرے متذبذب بھی تھا ، جس سے یہ ظاہر ہوتا ھے کہ میں ایسے لوگوں میں سے نہیں ھوں جو اپنی تخلیقات کے ذریعے شہرت حاصل کرتے ھیں ۔ کسی لافانی انسان کے کارنامے قلمبند کرنے کے لئے ہمیشہ لافانی قلم درکار ھوتا ھے ، تحریر کے ذریعے آئندہ نسلیں اس انسان سے روشناس ھوتی ھیں اور اس انسان کے توسط سے آئندہ نسلیں اس تحریر سے روشناس ھوتی ھیں اور پھر یہ امتیاز نہیں رہتا کہ کون کس کو روشناس کرا رہا ھے ۔ لیکن آخر میں ، یوں جیسے کوئی غیبی قوت مجھے اکسا رھی ھو ، ہمیشہ اس خیال پر آ ٹکتا کہ مجھے ایہہ کیو کی کہانی لکھنی چاھیئے ۔

اور جب میں نے قلم اٹھایا تو مجھے یہ کہانی جس کے لافانی ھونے کا دور دور تک کوئی امکان نہیں ، لکھنے میں زبردست مشکلات کا احساس ھونے لگا ۔ پہلی دشواری تو یہ

تھی کہ اس کا عنوان کیا ہو۔ کنفیوشس نے کہا ہے، "اگر نام صحیح نہ ہو تو الفاظ کی کھنک بھلی نہیں لگتی" ۔ اور اس مقولے پر پوری احتیاط سے عمل کرنا چاہیئے۔ سوانح حیات کئی قسم کی ہوتی ہیں : سرکاری سوانح حیات، خود نوشت سوانح حیات، دیومالائی کہانی، قصے، ضمنی سوانح حیات، خاندانی تاریخ، خاکہ ...... لیکن بدقسمتی سے ان میں سے کوئی بھی میرا مقصد پورا نہیں کرتی تھی۔ "سرکاری سوانح حیات ؟" ظاہر ہے اس تحریر کا شمار اس مستند تاریخ میں نہیں ہوگا جس میں بہت سے بڑے لوگوں کے حالات رقم ہوتے ہیں ۔ "خود نوشت سوانح حیات ؟" نہیں، بلاشبہ میں ایہہ کیو نہیں ہوں۔ اگر میں اسے "قصہ" کہوں تو پھر اس کی "دیومالائی کہانی" کہاں ہے ؟ اسے دیومالائی کہانی کہنا بھی ناممکن ہے کیونکہ ایہہ کیو کوئی دیوتا نہیں تھا ۔ "ضمنی سوانح حیات ؟" نہیں، کسی صدر نے آج تک قومی ادارۂ تاریخ کو یہ حکم نہیں دیا کہ ایہہ کیو کی "مستند سوانح حیات" لکھی جائے۔ یہ سچ ہے کہ مستند تاریخ برطانیہ میں "جواریوں کی ضمنی سوانح حیات" شامل نہیں ہے، تاہم مشہور مصنف کانن ڈائل نے "روڈنی سٹون" *۱ لکھی، گو کسی مشہور مصنف کو تو اس بات کی اجازت ہو سکتی ہے لیکن میرے لئے یہ بھی ممکن نہیں ۔ پھر "خاندانی

---

*۱ چینی میں یہ ناول "جواریوں کی ضمنی سوانح حیات" کے عنوان سے ترجمہ کیا گیا تھا ۔

تاریخ " کا نمبر آتا ہے ۔ لیکن معلوم نہیں میں ایہہ کیو کے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں یا نہیں اور نہ ہی کبھی اس کے بیٹوں پوتوں نے اس قسم کا فریضہ میرے سپرد کیا ۔ اگر میں خاکہ کا لفظ استعمال کروں تو ممکن ہے یہ اعتراض جڑ دیا جائے کہ ایہہ کیو کے "مفصل حالات" موجود نہیں ہیں ۔ قصہ مختصر ، یہ واقعی "سوانح حیات" ہے ، لیکن چونکہ میرا طرز نگارش بازاری ہے اور میں بساطیوں اور پھیری والوں کی زبان استعمال کرتا ہوں ، اس لئے اسے کوئی چمکتا دمکتا عنوان دینے کی جسارت نہیں کر سکتا ۔ پس میں ان ناول نگاروں میں جن کا شمار تین قسم کے مذاہب اور نو مکاتب فکر *۱ میں نہیں ہوتا ، مستعمل ایک اصطلاح "اس جملۂ معترضہ کے بعد ہم سچی کہانی کی طرف آتے ہیں !" میں سے "سچی کہانی" کے دو لفظوں کو اس کا عنوان بناؤں گا ۔ اور اگر اس میں قدما کی "خوشنویسی کی سچی کہانی"*۲ کی کوئی باقیات نظر آئیں تو میرا کوئی قصور نہیں ۔

دوسری مشکل جو مجھے پیش آئی وہ یہ تھی کہ ایسی سوانح حیات کچھ اس طرح شروع ہونی چاہیئے : "فلاں ، جس کا عرف فلاں تھا ، فلاں جگہ کا رہنے والا تھا" ۔ لیکن

---

*۱ تین قسم کے مذاہب کنفیوشنزم ، بودھ مت اور تاؤ مت اور نو مکاتب فکر ، کنفیوشس ، تاؤ مت ، قانون پسند اور موزی ، وغیرہ پر مشتمل ہیں ۔

*۲ چھینگ عہد (۱٦۴۴ء - ۱۹۱۱ء) کے ایک مصنف فنگ وو کی کتاب ۔

حقیقت یہ ہے کہ میں ایہہ کیو کا خاندانی نام بھی نہیں جانتا ۔ ایک دفعہ معلوم ہوا کہ اس کا خاندانی نام چاؤ تھا لیکن دوسرے روز اس سلسلے میں کچھ گڑبڑ پیدا ہو گئی ۔ ہوا یوں کہ مسٹر چاؤ کے بیٹے نے کاؤنٹی امتحان پاس کیا اور ڈول تاشے بجا کر گاؤں میں اس کی کامیابی کا اعلان کیا گیا ۔ ایہہ کیو جس نے تھوڑی دیر پہلے زرد شراب کے دو جام چڑھائے تھے ، اتراتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ اس کے لئے بھی ایک اعزاز ہے ، کیونکہ وہ اور مسٹر چاؤ ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اور اگر ٹھیک ٹھیک حساب لگایا جائے تو وہ رشتے میں کامیاب امیدوار کا دادا ہے ۔ اس وقت آس پاس کھڑے لوگ کسی قدر ایہہ کیو کے رعب میں آ گئے ۔ لیکن دوسرے روز نمبردار اسے مسٹر چاؤ کے گھر لے گیا ۔ جونہی بوڑھے معزز شخص کی نظر ایہہ کیو پر پڑی ، وہ غصے سے لال پیلا ہوگیا اور گرج کر کہنے لگا :

" او ، پاجی آوارہ گرد ایہہ کیو ! کیا تم نے یہ کہا ہے کہ میں بھی تمہارے ہی خاندان سے تعلق رکھتا ہوں ؟ "

ایہہ کیو سے کوئی جواب نہ بن پڑا ۔

مسٹر چاؤ اسے دیکھ کر غصے میں کھول رہے تھے ، انہوں نے غضبناک انداز میں چند قدم آگے بڑھ کر کہا ، " تمہیں یہ بکواس کرنے کی جرأت کیسے ہوئی ! تم جیسا آدمی میرا رشتہ‌دار کیسے ہو سکتا ہے ؟ کیا تمہارا خاندانی نام چاؤ ہے ؟ "

ایہہ کیو نے کوئی جواب نہ دیا ، اور ابھی وہ بھاگ

نکلنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ مسٹر چاؤ نے اچانک آ گے بڑھ کر اس کے منہ پر ایک تھپڑ جڑ دیا ۔

" تمہارا خاندانی نام چاؤ کیسے ہو سکتا ہے ! تم سمجھتے ہو کہ تم چاؤ نام کے اہل ہو ؟ "

ایہہ کیو نے چاؤ نام پر اپنا حق ثابت کرنے کی ذرا بھی کوشش نہ کی اور بایاں گال سہلاتا ہوا نمبردار کے ساتھ باہر آ گیا ۔ باہر نکلتے ہی اسے نمبردار کی گالیوں کی بوچھاڑ کا سامنا کرنا پڑا اور اظہار تشکر کے طور پر دو سو سکے دینے پڑے ۔ جس نے بھی یہ بات سنی یہی کہا کہ ، ایہہ کیو بڑا احمق تھا جو یوں پٹ گیا ۔ شاید اس کا خاندانی نام چاؤ نہیں تھا ۔ اور اگر تھا بھی تو اسے گاؤں میں مسٹر چاؤ جیسی شخصیت کی موجودگی میں یہ بڑ نہیں ہانکنی چاہیئے تھی ۔ اس کے بعد ایہہ کیو کے حسب نسب کا کبھی ذکر نہ ہوا ، چنانچہ میں اب تک نہیں جانتا کہ حقیقتاً اس کا خاندانی نام کیا تھا ۔

تیسری مشکل یہ پیش آئی کہ ایہہ کیو کا نام کیسے لکھا جائے ۔ جب تک وہ زندہ رہا ، لوگ اسے ایہہ کوئی کہہ کر پکارتے رہے ، لیکن اس کی موت کے بعد کبھی کسی نے ایہہ کوئی کو یاد نہ کیا ۔ کیونکہ وہ کسی طور ایسی ہستیوں میں سے نہ تھا ، جن کے نام " بانس کی کھپچی اور ریشم پر محفوظ کئے جاتے ہیں " *۱ ۔ اگر اس کا نام زندہ رکھنے

---

*۱ یہ اصطلاح تیسری صدی قبل مسیح میں استعمال کی جاتی تھی ۔ قدیم چین میں بانس کی کھپچیوں اور ریشم پر لکھا جاتا تھا ۔

کی کوئی کوشش ہوئی بھی ہے تو یہ مضمون لازماً پہلی کوشش ہے - لیکن میں ابتدا ہی میں اس مشکل سے دوچار ہوں - میں نے اس مسئلے پر بڑا غور کیا ہے : ایہہ کوئی — آیا یہاں "کوئی" کا مطلب دار چینی ہے یا یہ شرافت والا "کوئی" ہے ؟ اگر اس کا دوسرا نام "قمر محل" ہوتا یا اس نے چاند تیوہار کے مہینے میں اپنی سالگرہ منائی ہوتی تو پھر یقیناً یہ دار چینی والا "کوئی" ہوتا *۱ - لیکن چونکہ اس کا کوئی اور نام نہ تھا ، یا تھا بھی تو کوئی نہیں جانتا ، اور چونکہ اس نے اپنی سالگرہ کے موقع پر تہنیتی نظمیں وصول کرنے کے لئے کوئی دعوت نامے بھی جاری نہیں کئے تھے اس لئے ایہہ کوئی (دارچینی) لکھنا کچھ من مانی سی بات ہوگی - پھر اگر اس کے کسی بڑے یا چھوٹے بھائی کا نام ایہہ فو (خوشحالی) ہوتا تو اسے لامحالہ ایہہ کوئی (شرافت) کہا جا سکتا تھا - لیکن اس کا تو کوئی تھا ہی نہیں - پس ایہہ کوئی (شرافت) لکھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا - بعض دوسرے غیر معمولی حروف جن سے کوئی کی آواز نکلتی ہے ، اور بھی ناموزوں ہیں - ایک بار میں نے مسٹر چاؤ کے بیٹے سے جو کامیاب کاؤنٹی امیدوار ہے ، یہی سوال پوچھا تھا - لیکن اس جیسا عالم فاضل شخص بھی چکرا کے رہ گیا تھا - تاہم ، بقول اس کے اس قسم کی تحقیق اب ممکن نہیں ،

---

*۱ دارچینی کے پھول چاند تیوہار کے مہینے میں کھلتے ہیں - ایک چینی لوک کہانی کے مطابق چاند میں نظر آنے والا سایہ دراصل دار چینی کے درخت کا سایہ ہے -

کیونکہ چھن تو شیو *۱ نے ایک رسالہ ”آج کا نوجوان“ نکالا تھا ، جس میں مغربی حروف تہجی کے استعمال کی وکالت کی جاتی تھی ، چنانچہ ہماری قومی ثقافت تباہ ہو رہی تھی - آخری کوشش کے طور پر میں نے اپنے ضلع کے ایک آدمی سے کہا کہ وہ ذرا جاکر ایہہ کیو کے مقدمے کی قانونی دستاویزات دیکھے ، لیکن آٹھ مہینے کے بعد اس نے ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا کہ ریکارڈ میں ایہہ کوئی نام کی کوئی شے نہیں - گو یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بات سچ تھی یا میرے دوست نے اس سلسلے میں کچھ کیا ھی نہیں تھا ، تاھم اس ناکامی کے بعد میرے سامنے نام تلاش کرنے کی کوئی اور صورت باقی نہ رھی - یہ جانتے ہوئے کہ ابھی نیا صوتی نظام عام استعمال میں نہیں آیا ، اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں کہ میں مغربی حروف تہجی استعمال کرتے ہوئے انگریزی ھجوں میں Ah Quei لکھوں اور پھر اسے مختصر کرکے Ah Q کی شکل دے دوں - یہ بات جریدہ ”آج کا نوجوان“ کی کم و بیش اندھی تقلید کے مترادف ھے اور میں اس پر سخت شرمندگی محسوس کرتا ھوں - تاھم مسٹر چاؤ کے بیٹے جیسا پڑھا لکھا شخص یہ مسئلہ حل نہ کر سکا تو میں کس کھیت کی مولی ھوں ؟

چوتھی مشکل ایہہ کیو کے آبائی گاؤں کے بارے میں پیش

---

*۱ چھین تو شیو (۱۸۸۰ء - ۱۹۴۲ء) اس وقت پیکنگ یونیورسٹی میں پروفیسر کی حیثیت سے کام کرتا تھا - اس نے ایک ماھنامہ ”آج کا نوجوان“ نکالا تھا - بعد میں اس نے چینی کمیونسٹ پارٹی سے غداری کی -

آئی ۔ اگر اس کا خاندانی نام چاؤ ہوتا تو لوگوں کو ان کے علاقوں کے مطابق تقسیم کرنے کے پرانے رواج کے مطابق ، جو اب بھی موجود ہے ، "سو خاندانی نام" *۱ کے حاشیے سے دیکھ کر یہ کہا جا سکتا تھا کہ وہ "صوبہ کانسو کے علاقے تھیئن شوی کا باشندہ" تھا ۔ لیکن وائے قسمت یہ خاندانی نام بھی متنازعہ ہے ۔ نتیجہ یہ کہ ایہہ کیو کے آبائی گاؤں کا تعین بھی نہیں ہو سکتا ۔ گو اس نے زندگی کا بیشتر حصہ وی چوانگ میں گزارا ، لیکن وہ اکثر دوسری جگہوں پر بھی رہا کرتا تھا ۔ اس لئے اسے وی چوانگ کا باشندہ کہنا بھی درست نہیں ۔ بلکہ ایسا کہنا درحقیقت تاریخ کو مسخ کرنے کے مترادف ہوگا ۔

میرے لئے اطمینان کی صرف ایک بات ہے کہ لفظ "ایہہ" بالکل صحیح ہے ۔ یہ یقیناً کوئی بناوٹی بات نہیں اور عالمانہ تنقید کا بخوبی سامنا کر سکتی ہے ۔ جہاں تک دوسرے مسائل کا تعلق ہے ، انہیں حل کرنا مجھ جیسے جاہل لوگوں کے بس میں نہیں اور میں صرف یہی امید کر سکتا ہوں کہ ڈاکٹر ہو شی جو "تاریخ اور علمی مسائل کی تحقیق و تصدیق سے بے حد عشق" رکھتے ہیں*۲ ، کے شاگرد مستقبل میں ان پر کچھ روشنی ڈالیں گے ۔ تاہم مجھے اندیشہ ہے کہ اس وقت

---

*۱ ایک ابتدائی درسی کتاب جس میں خاندانی نام منظوم شکل میں ہوتے تھے ۔

*۲ یہ اصطلاح ہو شی اکثر خود ستائشی میں استعمال کرتا تھا ۔ ہو شی ایک مشہور رجعت پسند سیاست دان اور مصنف تھا ۔

تک میری یہ کتاب " ایہہ کیو کی سچی کہانی " طاقِ نسیاں
ہو چکی ہو گی -

بہرکیف ، ان باتوں کو کہانی کی تمہید سمجھ لیا جائے -

دوسرا باب

ایہہ کیو کی فتوحات کا مختصر تذکرہ

ایہہ کیو کے خاندانی نام ، ذاتی نام اور آبائی گاؤں سے ناواقفیت کے ساتھ ساتھ کسی کو اس کے "حسب نسب" کا بھی کوئی علم نہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ وی چوانگ کے لوگ محض اس سے کام لیتے تھے یا نشانۂ تضحیک بناتے تھے اور کبھی کسی نے اس کے "حسب نسب" سے ذرا سی بھی دلچسپی ظاہر نہیں کی تھی - ایہہ کیو خود بھی اس سلسلے میں خاموشی اختیار کئے رہا ، صرف کبھی کبھار جب کسی سے جھگڑا ہو جاتا تو وہ مخالف کو گھور کر دیکھتے ہوئے کہتا : "کبھی ہم تم سے ہزار درجے بہتر حیثیت کے مالک ہوتے تھے ! تمہاری اوقات ہی کیا ہے ؟ "

ایہہ کیو کا کوئی گھر بار نہ تھا اور وہ وی چوانگ میں تولیتی دیوتا کے مندر میں رہتا تھا - اس کے پاس کوئی باقاعدہ کام نہیں تھا بلکہ لوگوں کے پھٹکل کام کر دیا کرتا تھا - گندم کی کٹائی کا موقع ہوتا تو وہ گندم کاٹتا ، چاول پیسنے ہوتے تو وہ پیس دیتا ، کشتی رانی کا کام ہوتا تو وہ مانجھی

بھی بن جاتا ۔ کام کچھ زیادہ عرصے کا ہوتا تو اپنے عارضی مالک کے گھر ہی ڈیرا ڈال دیتا ، اور کام ختم ہوتے ہی وہاں سے چل دیتا ۔ چنانچہ کام پڑتے ہی لوگ ایہہ کیو کو یاد کرتے ، لوگوں کو لے دے کے اس کی خدمات ہی یاد رہیں ، کسی کو اس کے "حسب نسب" سے کوئی غرض نہ تھی اور کام ختم ہوتے ہی ، "حسب نسب" تو دور کی بات ہے ، لوگ خود ایہہ کیو کو بھی بھول جاتے تھے ۔ صرف ایک دفعہ ایک بزرگ نے ایہہ کیو کی ان الفاظ میں تعریف کی تھی : "ایہہ کیو کتنا اچھا کام کرتا ہے !" اس وقت دبلا پتلا ایہہ کیو کمر تک ننگا ، اونگھنے کے انداز میں اس کے سامنے کھڑا تھا ۔ دوسرے لوگ یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ یہ بات سنجیدگی سے کہی گئی تھی یا مذاق میں ، لیکن ایہہ کیو خوشی سے پھولا نہ سمایا ۔

پھر ایہہ کیو کو بڑی خوش فہمیاں تھیں ۔ وہ وی چوانگ کے لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا ، حتیٰ کہ دو نوجوان "عالموں" کو بھی اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ ان کی طرف مسکرا کر ہی دیکھ لے ، گو اس بات کا امکان ہوتا تھا کہ بیشتر عالم افسری کا امتحان پاس کر لیں گے ۔ مسٹر چاؤ اور مسٹر چھیئن گاؤں والوں میں نہ صرف اس لئے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے کہ وہ امیر آدمی تھے ، بلکہ اس لئے بھی کہ دونوں ہی نوجوان عالموں کے باپ تھے ۔ صرف ایہہ کیو ہی ایسا شخص تھا جو ان کا کوئی خاص احترام نہیں کرتا تھا اور سوچا کرتا تھا ، "ممکن ہے میرے بیٹے ان سے کہیں

زیادہ بڑے لوگ بن جائیں ! "

مزیدبراں ، ایہہ کیو جب کئی مرتبہ شہر ہو آیا تو قدرتی طور پر اور بھی زیادہ مغرور ہو گیا ، گو کہ وہ اس کے ساتھ ھی شہر والوں کو بھی سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگا تھا - مثال کے طور پر تین فٹ لمبے ، تین انچ چوڑے لکڑی کے تختے سے بنی ہوئی بنچ کو وی چوانگ کے دیہاتی " لمبی بنچ " کہتے تھے - ایہہ کیو بھی اسے " لمبی بنچ " ھی کہتا تھا ، لیکن شہر والے اسے " سیدھی بنچ " کہتے اور وہ سوچنے لگتا ، " یہ غلط ھے - کتنی مضحکہ خیز بات ھے ! " بات یہیں ختم نہ ھوتی - جب وی چوانگ کے لوگ بڑے سر والی مچھلی تلتے تو وہ اس میں پیاز کے آدہ آدہ انچ لمبے لچھے کاٹ کر ملاتے جب کہ شہر والے اس میں بڑی نفاست سے کتری ہوئی پیاز شامل کرتے ، اور وہ سوچتا ، " یہ بھی غلط ھے - کتنی مضحکہ خیز بات ھے ! " تاھم وی چوانگ کے لوگ حقیقتاً جاھل اور گنوار تھے ، جنہوں نے شہر کی تلی ہوئی مچھلی کبھی دیکھی تک نہ تھی -

ایہہ کیو " ماضی میں خاصا خوشحال تھا " ، وہ دنیادار آدمی اور ایک " اچھا مزدور تھا " - اگر اس میں بدقسمتی سے کچھ جسمانی نقائص نہ ھوتے تو وہ قریب قریب مکمل انسان بھی ھوتا - ماضی میں نہ جانے کب ، اس کی کھوپڑی کے کچھ حصوں پر خارشی چمکدار داغ نمایاں ہو گئے تھے جو اس کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ تھے - اگرچہ یہ داغ اس کے اپنے سر پر تھے ، پھر بھی ایہہ کیو انہیں قطعاً ذریعۂ

عزت نہیں سمجھتا تھا ، اس لئے وہ ان کے لئے " پھنسیوں " کا ، یا اس سے ملتا جلتا کوئی لفظ استعمال کرنے سے دامن بچاتا تھا ۔ بعدازاں اس نے کچھ پابندیاں عائد کیں اور " چمکیلے " اور " روشن " کی ممانعت کر دی ، اور پھر رفتہ رفتہ " چراغ " اور " شمع " جیسے الفاظ بھی ممنوع قرار دے دئے ۔ جب کبھی اس ممانعت کی ، دانستہ یا نادانستہ ، خلاف ورزی ہوتی ، ایہہ کیو کو غصہ آجاتا اور پھنسیوں کے داغ چمکنے لگتے ۔ وہ خلاف ورزی کرنے والے کی طرف دیکھتا اور اگر سمجھتا کہ مد مقابل جواب دینے میں پھسڈی ہے تو اسے لعن طعن کر لیتا جب کہ لڑنے میں کمزور پاکر ایک آدھ ہاتھ بھی جڑ دیتا ۔ تاھم پتہ نہیں کیا وجہ تھی کہ ایسے مقابلوں میں عموماً ایہہ کیو کو ھی نقصان اٹھانا پڑتا تھا ۔ آخر اس نے نئی تدبیر اختیار کی ۔ وہ عام طور پر مدمقابل کو قہر آلود نظروں سے دیکھ کر مطمئن ہو جاتا ۔

لیکن ہوا یہ کہ جب ایہہ کیو نے قہر آلود نگاھوں سے دیکھنے کی تدبیر اختیار کی تو وی چوانگ کے آوارہ گردوں نے اس کا زیادہ مذاق اڑانا شروع کر دیا ۔ وہ اسے دیکھتے ھی جھوٹ موٹ چونک اٹھتے اور منہ بنا کر کہتے :

" دیکھو ! روشنی ھو رھی ہے ۔ "

ایہہ کیو حسب معمول بھرے میں آجاتا اور اس کی نگاھوں سے غصہ جھلکنے لگتا ۔

" معلوم ھوتا ہے مٹی کے تیل کا چراغ ہے " ، وہ قطعی خوفزدہ نہ ھوتے اور بولتے رہتے ۔

ایبہ کیو بےبس ہو جاتا اور کوئی دندان شکن جواب سوچنے لگتا : "تم اس بات کے بھی مستحق نہیں ہوکہ .... " اس موقع پر اسے یوں محسوس ہوتا جیسے اس کی کھوپڑی کے داغ محض معمولی پھنسیوں کے داغ نہیں بلکہ بڑی شاندار اور قابل احترام شے ہیں ۔ تاہم جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں ، ایبہ کیو ایک دنیادار شخص تھا ۔ وہ فوراً سمجھ جاتا کہ اس نے " رکاوٹ " قریب قریب توڑ دی ہے اور کوئی اور بات کہنے سے اجتناب کرتا ۔

اگر آوارہ گرد ہنوز مطمئن نہ ہوتے اور مذاق جاری رکھنا چاہتے تو دھول دھپے پر اتر آتے اور پھر تمام تر ظاہری صورتوں میں ایبہ کیو کو ہی شکست ہوتی ، بھوری چوٹی پکڑ کر چار پانچ مرتبہ اس کا سر دیوار سے ٹکرایا جاتا اور آوارہ گرد اپنی فتح سے مطمئن ہو کر چل دیتے ۔ ایبہ کیو لمحہ بھر وہیں کھڑا سوچتا رہتا ، "یوں لگتا ہے جیسے میرے بیٹے نے مجھے پیٹا ہو ۔ آج کل دنیا کتنی خراب ہوگئی ہے .... " اور پھر وہ بھی اپنی فتح سے مطمئن ہو کر چل دیتا ۔

ایبہ کیو جو کچھ سوچتا ، بعدازاں لوگوں کو ضرور بتاتا ۔ چنانچہ تقریباً ان تمام لوگوں کو جو ایبہ کیو کا مذاق اڑاتے تھے ، یہ معلوم ہو گیا کہ وہ یوں اپنی نفسیاتی فتح کا احساس پیدا کرتا ہے ۔ اس کے بعد یہ ہونے لگا کہ اس کی بھوری چٹیا کھینچنے سے پہلے اسے جتا دیتے : "ایبہ کیو ، یہ مت سمجھو کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو پیٹ رہا ہے بلکہ یوں سمجھو کہ ایک انسان ایک جانور کو پیٹ رہا ہے ۔ اب

تم خود کہو : " ایک انسان ایک جانور کو پیٹ رہا ہے ! "

تب ایہہ کیو اپنی چوٹی کی جڑ مٹھی میں لیتے ہوئے سر گھما کر کہتا : " تم ایک کیڑے کو پیٹ رہے ہو ۔ ٹھیک ہے ؟ میں ایک کیڑا ہوں ۔ کیا اب میری جان چھوڑو گے ؟ "

لیکن کیڑا تسلیم کر لینے پر بھی آوارہ گرد ایہہ کیو کا اس وقت تک پیچھا نہ چھوڑتے ، جب تک کہ وہ دستور کے مطابق اس کا سر کسی قریب ترین چیز سے پانچ چھ مرتبہ ٹکرا نہ لیتے اور اس کے بعد وہ اپنی فتح سے مطمئن ہو کر اور یہ سوچتے ہوئے کہ اس بار تو ایہہ کیو کو مزا چکھا دیا ، وہاں سے چل دیتے ۔ تاہم ، دس سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں ایہہ کیو بھی اپنی فتح سے مطمئن ہو کر وہاں سے چل دیتا اور سوچتا کہ وہ " خود تحقیری میں سب سے اعلیٰ " ہے ، اور " خود تحقیری " کو نکال دیا جائے تو باقی " سب سے اعلیٰ " رہ جاتا ہے ۔ کیا افسری کے امتحان میں کامیاب ترین امیدوار بھی " سب سے اعلیٰ " نہیں ہے ؟ " اور تم لوگ کس کھیت کی مولی ہو ؟ "

ایسی مکارانہ چالوں سے اپنے دشمنوں کو شکست دینے کے بعد ایہہ کیو خوشی خوشی شراب خانے میں داخل ہوتا ، شراب کے دو چار جام چڑھاتا ، پھر دوسروں سے ہنسی مذاق کرتا ، پھر ان سے جھگڑتا ، پھر فتح حاصل کرتا اور خوش و خرم تولیتی دیوتا کے مندر میں واپس آجاتا اور جونہی سر تکیے پر ٹکاتا ، نیند کی آغوش میں جا پہنچتا ۔ جیب میں پیسے ہوتے تو جوئے خانے کا رخ کرتا ۔ جواریوں کا گروہ زمین پر اکڑوں بیٹھا ہوتا ،

ایبھ کیو پسینے سے تر چہرہ لئے ان کے درمیان پھنس کر بیٹھ جاتا اور سب سے بلند آواز میں کہتا : ” سبز اژدھے پر چار سو ! “

” اے — کھولو ! “ جوئے خانے کا مالک ، جس کے چہرے سے پسینہ بہہ رہا ہوتا ، صندوق کھولتا اور چلا اٹھتا : ” بہشتی دروازہ ! .... کونے کے لئے کچھ نہیں ! .... مقبولیت کی شاھراہ پر کوئی داؤ نہیں لگایا گیا ! ایہو کیو مال نکالو ! “

” شاھراہ — ایک سو — ایک سو پچاس ! “

یوں گیت کے بولوں کے ساتھ ساتھ ایبھ کیو کی رقم آهسته آهسته پسینے میں ڈوبے دوسرے لوگوں کی جیبوں میں منتقل ھو جاتی ۔ آخرکار اسے گروہ سے نکال دیا جاتا اور وہ پیچھے کھڑا ھو کر دوسرے جواریوں کو شہ دیتا رھتا ۔ کھیل ختم ھونے کے بعد وہ بوجھل دل لئے تولیتی دیوتا کے مندر لوٹ آتا ۔ اگلے دن جب وہ کام پر جاتا تو اس کی آنکھیں سوجی ھوئی ھوتیں ۔

تاھم ، کہاوت ” مصیبت میں بھی بہتری پوشیدہ ھوتی ھے “ کی صداقت اس وقت ظاھر ھوئی جب ایبھ کیو بدقسمتی سے پہلے جیتا اور آخر میں قریب قریب سب کچھ ھار گیا ۔

وی چوانگ میں دیوتاؤں کا تیوھار منایا جا رھا تھا ۔ شام ھو گئی تھی ۔ رواج کے مطابق ایک کھیل ھونے والا تھا اور رواج ھی کے مطابق اسٹیج کے قریب جوئے کے لئے بہت سی میزیں بچھی ھوئی تھیں ۔ ایبھ کیو کو جس کے کان صرف جوئے خانے کے مالک کی آواز پر لگے ھوئے تھے کھیل کے باجے تاشوں کی آوازیں تقریباً تین میل دور سے آتی محسوس ھو رھی

تھیں ۔ وہ مسلسل کامیاب داؤ لگا رہا تھا ۔ اس کے تانبے کے سکے ، چاندی کے سکوں میں اور چاندی کے سکے ڈالروں میں ڈھل رہے تھے اور ڈالروں کا انبار لگ رہا تھا ۔ جذبات سے بےقابو ہو کر وہ چلا اٹھا ، " بہشتی دروازے پر دو ڈالر ! "

اسے کبھی معلوم نہ ہو سکا کہ لڑائی کس نے شروع کی اور وجہ کیا تھی ۔ گالیوں ، سکوں اور ٹھوکروں کی ملی جلی موسیقی اس کے کانوں میں اتر رہی تھی ، اور جب وہ بمشکل اٹھا تو جوئے کی میزیں اور جواری سب غائب ہو چکے تھے ۔ اس کا جسم کئی جگہ سے دکھ رہا تھا ، جیسے کسی نے اسے ٹھوکریں ماری ہوں اور پیٹا ہو ۔ بہت سے لوگ اسے حیرانی سے تک رہے تھے ۔ یوں محسوس کرتے ہوئے جیسے اس کی کوئی چیز کھو گئی ہو ، وہ تولیتی دیوتا کے مندر میں واپس آ گیا اور حواس بحال ہونے پر اسے پتہ چلا کہ اس کا ڈالروں کا ڈھیر غائب تھا ۔ چونکہ تیوھار کے موقع پر جوئے کے اڈے چلانے والے بیشتر لوگ باھر سے آتے تھے اس لئے وہ مجرموں کو کہاں تلاش کرتا ؟

چاندی کا دودھیا اور چمکیلا ڈھیر ! وہ ڈھیر اس کا اور صرف اس کا تھا . . . . . لیکن سب کچھ کھو چکا تھا ۔ اب تو یہ بات بھی اسے مطمئن نہ کر سکی کہ وہ اپنے بیٹے کے ھاتھوں لٹ گیا ھے ۔ اپنے آپ کو کیڑا مکوڑا سمجھنے سے بھی اس کی کوئی تسلی نہ ھوئی ۔ اس بار اسے واقعی شکست کا کڑوا گھونٹ حلق سے اتارنا پڑا ۔

لیکن فوراً ھی اس نے شکست کو فتح میں تبدیل کر لیا ۔

اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر اس نے اپنے ہی منہ پر اتنے زور سے دو تھپڑ لگائے کہ وہ درد کرنے لگا ۔ منہ پر تھپڑ لگانے کے بعد اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا ۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ تھپڑ تو اس نے سارے ہیں لیکن پڑے کسی اور کو ہیں ۔ جلد ہی اسے یقین ہو گیا کہ اس نے کسی اور کو پیٹا ہے ۔ باوجودیکہ اس کا منہ ہنوز درد کر رہا تھا ۔ فتح کا احساس لئے وہ اطمینان سے لیٹ گیا ۔

تھوڑی دیر میں اسے نیند نے آلیا ۔

تیسرا باب

ایہہ کیو کی فتوحات کا کچھ مزید تذکرہ

گو فتح ہمیشہ ایہہ کیو کے قدم چومتی رہی ، لیکن شہرت اس وقت نصیب ہوئی جب مسٹر چاؤ نے اسے تھپڑ سے نوازا ۔

نمبردار کو دو سو سکے ادا کرنے کے بعد وہ غصے کے عالم میں لیٹ گیا ۔ بعدازاں خود سے کہنے لگا ، " آج کل دنیا کتنی خراب ہوگئی ہے ، بیٹے اپنے والدین کو پیٹتے ہیں ...... "
تب مسٹر چاؤ ، جو اب اس کا بیٹا تھا ، کے وقار کے خیال سے اس کا حوصلہ بتدریج بلند ہونے لگا ۔ وہ اٹھا اور " نوجوان بیوہ خاوند کی قبر پر " گاتا ہوا شراب خانے کو چل دیا ۔ اس وقت وہ سوچ رہا تھا کہ مسٹر چاؤ بیشتر لوگوں سے بلند حیثیت کا انسان ہے ۔

عجیب بات تھی کہ اس واقعہ کے بعد تقریباً ہر کوئی غیر معمولی طور پر اس کا احترام کرتا نظر آنے لگا ۔ ممکن ہے اس کے خیال میں اس کا سبب یہ ہو کہ وہ مسٹر چاؤ کا باپ تھا ، لیکن درحقیقت معاملہ کچھ اور تھا ۔ وی چوانگ میں رواج کے مطابق ، اگر ساتویں بچے کے ہاتھوں آٹھویں بچے کی پٹائی

ھوتی یا لی فلاں فلاں کے ھاتھوں چانگ فلاں فلاں پٹ جاتا تو اسے کوئی اھمیت نہیں دی جاتی تھی ۔ گاؤں کے لوگ پٹائی کے واقعے کو اسی وقت قابل ذکر سمجھتے جب اس کا تعلق مسٹر چاؤ جیسی کسی اھم شخصیت سے ھوتا تھا ۔ اور جب انہوں نے اسے قابل ذکر سمجھا تو چونکہ پیٹنے والا مشہور آدمی تھا ، اس لئے پٹنے والے کو بھی کچھ شہرت حاصل ھوئی ۔ یہ بات قدرتی طور پر تسلیم کر لی گئی تھی کہ ایہہ کیو غلطی پر تھا ، وجہ یہ کہ مسٹر چاؤ سے غلطی ممکن نہیں تھی ۔ لیکن اگر ایہہ کیو غلطی پر تھا تو پھر ہر شخص اس کا غیر معمولی احترام کیوں کرنے لگا تھا ؟ اس کی وضاحت مشکل ھے ۔ ھم تاویل میں یہ مفروضہ پیش کر سکتے ھیں کہ ایہہ کیو نے کہا تھا کہ وہ بھی مسٹر چاؤ کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا ۔ اس طرح ، گو اس کی پٹائی ھو چکی تھی ، پھر بھی لوگ ڈرتے تھے کہ ممکن ھے اس بیان میں کچھ صداقت ھو ، چنانچہ وہ اس کی عزت کرنے میں ھی زیادہ بہتری سمجھتے تھے ۔ یا اس کے برعکس ، ممکن ھے یہ بھی کنفیوشس کے مندر میں قربانی کے بیل کے گوشت والا معاملہ ھو : اگرچہ بیل بھی قربانی کے سور اور بھیڑوں کی طرح ایک جانور ھی تھا ، لیکن بعدازاں کنفیوشس کے چیلوں نے اسے اس لئے ھاتھ لگانے کی جرأت نہ کی کہ کنفیوشس اس سے لطف اندوز ھوا تھا ۔

اس کے بعد کئی سال تک ایہہ کیو پر خوش حالی کے دروازے کھلے رھے ۔

بہار کا موسم تھا ، ایہہ کیو سرور کے عالم میں چلا جا رھا

تھا کہ دڑھیل وانگ پر اس کی نظر پڑ گئی جو کمر تک ننگا ایک دیوار تلے دھوپ میں بیٹھا جوئیں نکال رہا تھا ۔ اسے دیکھتے ھی ایہہ کیو کے جسم میں بھی کھجلی ھونے لگی ۔ چونکہ دڑھیل وانگ خارش زدہ اور بڑی داڑھی والا تھا اس لئے لوگ اسے "داغوں والا دڑھیل وانگ" کہتے تھے ۔ اگرچہ ایہہ کیو نے لفظ "داغوں والا" حذف کر دیا تھا پھر بھی وہ اس شخص کو سخت حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا ۔ ایہہ کیو کا خیال تھا کہ گو داغ بھی قابل استثنا نہیں ، تاھم ایسے بالوں بھرے گال حقیقتاً عجیب سے لگتے ھیں اور انہیں دیکھ کر نفرت ھی پیدا ھو سکتی ھے ۔ ایہہ کیو بھی اس کے قریب ھی بیٹھ گیا ۔ اگر کوئی اور آوارہ گرد ھوتا تو ایہہ کیو کبھی اتنی بےاعتنائی سے بیٹھنے کی جرأت نہ کرتا ۔ لیکن دڑھیل وانگ کے قریب بیٹھنے میں کیا حرج تھا ؟ سچی بات تو یہ ھے کہ اس کا یوں بخوشی بیٹھنا خود وانگ کے لئے باعث عزت تھا ۔

ایہہ کیو نے اپنی بوسیدہ جیکٹ اتاری اور اسے الٹ دیا ۔ شاید اس لئے کہ اس نے جیکٹ حال ھی میں دھوئی تھی یا وہ خود ھی بالکل ناکارہ تھا ، بڑی تلاش کے بعد صرف تین چار جوئیں ھاتھ لگیں ۔ جبکہ دوسری طرف ایہہ کیو دیکھ چکا تھا کہ دڑھیل وانگ دھڑا دھڑ جوئیں پکڑ رہا تھا اور وہ اس کے دانتوں تلے کرڑ کرڑ بول رھی تھیں ۔

پہلے تو ایہہ کیو کو مایوسی ھوئی ، پھر غصہ آ گیا ۔ ذلیل دڑھیل وانگ تو اس قدر جوئیں پکڑے اور اس کے ھاتھ

صرف چند جوئیں لگیں - کتنی شرم کی بات ہے ! اس کی تمنا ہی رہی کہ ایک دو بڑی جوئیں پکڑ لے ، لیکن وائے قسمت - لے دے کے وہ اوسط جسامت کی صرف ایک جوں پکڑنے میں کامیاب ہو سکا ، جو اس نے زور سے منہ میں پھینکی اور وحشیانہ انداز میں دانتوں تلے کچلا ، لیکن بڑی ہی معمولی سی آواز نکلی - یہ آواز بھی دڑھیل وانگ کے منہ سے نکلنے والی آوازوں سے ہلکی تھی -

ایہہ کیو کے سارے داغ سرخ ہو گئے - اس نے جیکٹ کو زور سے زمین پر پھینکا اور تھوکتے ہوئے کہا ، " جھبرا کیڑا ! "

" خارش زدہ کتے ، کسے گالیاں دے رہے ہو ؟ " دڑھیل وانگ نے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا -

اگرچہ حالیہ برسوں میں حاصل شدہ عزت و احترام کے باعث ایہہ کیو خاصا مغرور ہو چکا تھا ، پھر بھی لڑائی بھڑائی کے عادی آوارہ گردوں کا سامنا ہوتا تو وہ دبک جاتا تھا - تاہم اس وقت اس کے اندر خاصی جرأت پیدا ہو گئی - اس دڑھیل شخص کو اس کی بےعزتی کرنے کی ہمت کیسے ہوئی ؟

" جو بھی ان گالیوں کے لائق ہے ، " ایہہ کیو نے اٹھتے ہوئے کہا - اس کے ہاتھ کولہوں پر تھے -

" معلوم ہوتا ہے تمہاری پسلیاں درد کر رہی ہیں ؟ " دڑھیل وانگ نے بھی کھڑے ہو کر کوٹ پہنتے ہوئے کہا -

ایہہ کیو نے سوچا کہ شاید وانگ بھاگنا چاھتا ہے ، چنانچہ اس نے آگے بڑھ کر مکا مارنے کی کوشش کی ، لیکن

اس کا مکا نیچے آنے سے پہلے ہی دڑھیل وانگ نے اسے گرفت میں لے کر ایسا جھٹکا دیا کہ وہ لڑکھڑا گیا - اس کے بعد دڑھیل وانگ نے اس کی چٹیا پکڑی اور دستور کے مطابق اس کا سر ٹکرانے کے لئے دیوار کی طرف کھینچنے لگا -

" شریف آدمی ہاتھ نہیں چلاتے ، زبان سے کام لیتے ھیں ! " ایہہ کیو نے احتجاج کیا ، اس کا سر ایک طرف کو جھکا ہوا تھا -

ظاھر ھے دڑھیل وانگ شریف آدمی نہیں تھا - اس نے ایہہ کیو کی بات ان سنی کرتے ہوئے اس کا سر لگاتار پانچ مرتبہ دیوار سے ٹکرایا اور پھر اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ لڑکھڑاتا ہوا دو گز دور جا گرا - اس کے بعد دڑھیل وانگ اطمینان سے چل دیا -

جہاں تک ایہہ کیو کو یاد پڑتا تھا ، اس نے زندگی میں پہلی بار ندامت اٹھائی تھی - وہ بدصورت بالدار گالوں کی وجہ سے ہمیشہ دڑھیل وانگ کی ھنسی اڑاتا رہا تھا ، لیکن دڑھیل وانگ نے کبھی اس کی ھنسی نہیں اڑائی تھی ، چہ جائے کہ ایہہ کیو اس کے ھاتھوں پٹتا - اور اب تمام تر توقعات کے برعکس دڑھیل وانگ نے اس کی ٹھکائی کر دی تھی - بازار میں لوگ جو باتیں کر رہے تھے ، شاید درست تھیں ، " شہنشاہ نے افسری کا امتحان ختم کر دیا تھا ، چنانچہ جن امیدواروں نے امتحان پاس کیا تھا ، اب ان کی ضرورت نہیں رھی تھی - " اس کے نتیجے میں چاؤ خاندان یقیناً اپنے وقار سے ھاتھ دھو بیٹھا ہوگا - کیا یہ بھی اسی کا نتیجہ ھے کہ لوگ اس کے

ساتھ اھانت آمیز سلوک کر رھے ھیں ؟

ایہہ کیو تذبذب کے عالم میں وھیں کھڑا رھا ۔

دور سے ایہہ کیو کو ایک اور دشمن آتا دکھائی دیا ۔ یہ مسٹر چھیئن کا بڑا بیٹا تھا جس سے ایہہ کیو نفرت کرتا تھا ۔ پہلے اس نے شہر جا کر ایک غیر ملکی سکول میں تعلیم حاصل کی تھی اور پھر کسی نہ کسی طرح وہ جاپان چلا گیا تھا ۔ چھ ماہ بعد جب وہ گھر واپس آیا تو اس کی ٹانگیں سیدھی تھیں* ۱ اور چوٹی غائب ھو چکی تھی ۔ اس کی ماں کئی بار روئی دھوئی اور اس کی بیوی نے تین بار کنویں میں چھلانگ لگانے کی کوشش کی ۔ بعدازاں اس کی ماں ھر ایک سے یہ کہتی کہ ، " وہ نشے میں تھا کہ بعض بدمعاشوں نے اس کی چوٹی کاٹ ڈالی ۔ وہ افسر بن سکتا تھا لیکن اب اسے دوبارہ چوٹی اگنے کا انتظار کرنا ھوگا ۔ " تاھم ، ایہہ کیو نے اس پر یقین نہیں کیا اور اسے " بناسپتی غیر ملکی شیطان " اور " غیر ملکیوں کا تنخواہ‌دار غدار " کہنے پر مصر رھا ۔ جونہی ایہہ کیو اسے دیکھتا ، دبی زبان سے لعن طعن کرنے لگتا ۔

ایہہ کیو اس کی نقلی چوٹی کو سب سے زیادہ نفرت و حقارت سے دیکھتا تھا ۔ نقلی چوٹی لگانے والے آدمی کو بمشکل ھی انسانوں میں شمار کیا جا سکتا ھے ۔ اور اس کی بیوی نے

---

*۱ ان دنوں چینی لوگ جب کسی غیر ملکی کو ، عام چینیوں کی چال کے برعکس ، بڑے بڑے قدم اٹھا کر چلتے ھوئے دیکھتے تھے تو وہ سمجھتے تھے کہ غیر ملکیوں کے گھٹنوں میں جوڑ نہیں ھوتا ۔

چونکہ چوتھی بار کنویں میں چھلانگ نہیں لگائی تھی اس لئے وہ بھی کوئی اچھی عورت نہیں تھی -

اور اب " بناسپتی غیر ملکی شیطان " آ رہا تھا -

" گنجا — گدھا — " اس سے پہلے ایہہ کیو ہمیشہ اسے دبی زبان سے برا بھلا کہا کرتا تھا لیکن اس وقت چونکہ اسے غصہ آ رہا تھا اور وہ دل کی بھڑاس نکالنا چاھتا تھا ، اس لئے الفاظ خود بخود اس کے منہ سے نکل گئے -

بدقسمتی سے اس " گنجے " کے ھاتھ میں ایک چمکدار بھوری چھڑی تھی جسے ایہہ کیو " ماتمی چھڑی " کہا کرتا تھا - وہ بڑے بڑے قدم اٹھاتا ایہہ کیو کی طرف بڑھا - ایہہ کیو نے فوراً بھانپ لیا کہ اب ٹھکائی ہونے والی ھے ، چنانچہ جلدی سے کمر اکڑا کر انتظار کرنے لگا - یقیناً یہ چھڑی کی ھی آواز تھی - معلوم ھوتا تھا وہ اس کے سر پر پڑی ھے -

" میں نے تو اسے کہا تھا ! " ایہہ کیو نے قریب کھڑے ایک بچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا -

شوں ! شوں ! شوں !

جہاں تک ایہہ کیو کو یاد پڑتا تھا زندگی میں دوسری بار اسے یہ ندامت اٹھانی پڑ رہی تھی - خوش قسمتی سے جب " شوں ، شوں " بند ھوئی تو اس نے سوچا کہ چلو بات ختم ھو گئی ، اور اسے قدرے تسلی بھی ھوئی - علاوہ‌ازیں انمول " صلاحیت فراموشی " جو اسے بزرگوں سے ورثے میں ملی تھی ، اس موقعے پر مفید ثابت ھوئی - وہ آھستہ آھستہ چلنے لگا اور شراب خانے تک پہنچتے پہنچتے اس کی مسکراھٹ لوٹ آئی -

تاہم اسی لمحے "خاموش تزکیۂنفس" کے مندر کی ایک چھوٹی راہبہ اسے اپنی طرف آتی دکھائی دی ۔ راہبہ کو دیکھ کر ایہہ کیو کی رگ شرارت عموماً پھڑک اٹھتی تھی ۔ اس تذلیل کے بعد کچھ باقی رہ گیا تھا کیا ؟ جب اسے تھوڑی دیر قبل کا واقعہ یاد آیا تو اس کا غصہ عود آیا ۔

"آج کی بدقسمتی کی وجہ یہی تھی کہ تمہارا منہ دیکھنا تھا :" اس نے سوچا ۔

وہ اس کے قریب گیا اور زور سے تھوک دیا — "آخ! .... تھو !"

چھوٹی راہبہ نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور سر جھکائے چلتی رہی ۔ ایہہ کیو نے قریب جا کر اچانک ہاتھ بڑھایا اور اس کی تازہ منڈھی ہوئی کھوپڑی کو سہلانے لگا اور پھر بیوقوفوں کی طرح ہنستے ہوئے بولا ، "گنجی ! جلدی واپس جاؤ ، تمہارا راہب انتظار کر رہا ہے ...."

"مجھے کیوں چھیڑ رہے ہو ؟ ...." راہبہ نے کہا ، اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ تیز تیز قدم اٹھانے لگی ۔

شراب خانے میں موجود لوگ قہقہے لگانے لگے ۔ یہ دیکھ کر کہ اس کارنامے کی داد مل رہی ہے ، ایہہ کیو اور بھی شیر ہو گیا ۔

"اگر راہب تمہیں چھیڑ سکتا ہے تو میں کیوں نہیں چھیڑ سکتا ؟" اس نے راہبہ کے گال پر چٹکی بھرتے ہوئے کہا ۔

شراب خانے میں لوگ ایک بار پھر قہقہے لگانے لگے ۔ ایہہ کیو کو اور بھی خوشی محسوس ہوئی ۔ داد دینے والوں

کو مزید خوش کرنے کے لئے اس نے ایک بار پھر زور سے راہبہ کے گال پر چٹکی بھری ، تب اسے جانے دیا ۔

اس مقابلے کے دوران وہ دڑھیل وانگ اور بناسپتی غیر ملکی شیطان کو بالکل بھول چکا تھا ، یوں جیسے اس نے دن بھر کی بدقسمتی کا بدلہ لے لیا ہو ۔ اور تعجب تو یہ کہ اسے اب اس قدر سکون محسوس ہو رہا تھا کہ پٹائی کے بعد بھی اتنا نہیں ہوا تھا ۔ وہ اپنے آپ کو اتنا ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا جیسے ابھی ہوا میں اڑنے لگے گا ۔

" ایہہ کیو تم بے اولاد مرو ! " دور جاتے ہوئے چھوٹی راہبہ نے رندھی ہوئی آواز میں کہا ۔

" ہاہا ۔ ہاہا ۔ " ایہہ کیو نے زوردار قہقہہ لگایا ۔

" ہاہا ۔ ہاہا ۔ " شراب خانے میں موجود لوگ بھی قہقہے لگانے لگے ، لیکن ان قہقہوں میں اطمینان کی جھلک کم تھی ۔

چوتھا باب

رومان کا المیہ

بعض فاتحین ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر حریف شیروں یا عقابوں کی سانند غضبناک نہ ہوں تو انہیں اپنی فتح پر کوئی خوشی نہیں ہوتی - ان کے حریف بھیڑوں یا چوزوں کی طرح ڈرپوک ہوں تو وہ فتح کو بےمزہ سمجھتے ہیں - ایسے فاتحین بھی ہوتے ہیں جو مکمل فتح حاصل کرکے ، دشمن کو موت کے گھاٹ اتارنے یا اس سے ہتھیار رکھوانے اور اطاعت قبول کروانے کے بعد یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اب ان کا کوئی دشمن ، حریف یا دوست باقی نہیں رہا — صرف ان کی ذات ، برتری ، تنہائی ، اداسی اور محرومی باقی رہ جاتی ہے - پھر انہیں محسوس ہوتا ہے کہ ان کی فتح تو ایک المیہ ہے - لیکن ہمارا ہیرو اتنا پست ہمت نہیں تھا - وہ ہمیشہ خوش رہتا تھا - غالباً یہ بات پوری دنیا پر چین کی اخلاقی برتری کے ایک ثبوت کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے -

ایہہ کیو کو دیکھیں ، کتنا ہلکا پھلکا اور خوش ہے جیسے ابھی اڑنے لگےگا !

تاهم اس بار فتح سے عجیب و غریب نتائج ظہور میں آئے - کافی دیر تک وہ ہواؤں میں اڑتا رہا اور اسی عالم میں تولیتی دیوتا کے مندر پہنچ گیا ، جہاں عموماً وہ لیٹتے ہی خراٹے لینے لگتا تھا - لیکن اس شام اس کی نیند جیسے اڑ چکی تھی - اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کو کچھ ہو گیا ہو جو خلاف معمول ملائم ہو رہے تھے - جانے چھوٹی راہبہ کے چہرے سے کوئی نرم اور ملائم شے اس کی انگلیوں سے چپک گئی تھی یا رخسار کی رگڑ سے اس کی انگلیاں ملائم ہو رہی تھیں -

" ایہہ کیو تم بےاولاد مرو ! "

ایہہ کیو کے کان بجنے لگے اور اس نے سوچا ، " ٹھیک ہے ، میری بیوی ہونی چاہیئے کیونکہ اگر آدمی بےاولاد مرجائے تو اس کی روح کے لئے کوئی پیالہ بھر چاول کی قربانی دینے والا بھی نہیں ہوتا . . . . مجھے بیوی حاصل کرنی ہی ہوگی - " کہتے ہیں ، " ناخلفی کی تین قسمیں ہیں ، جن میں سے بدترین قسم بےاولاد ہونا ہے " اور یہ زندگی کے المیوں میں سے ایک ہے کہ " اولاد نہ ہونے کے سبب روحیں بھوکی رہیں - " یوں اس کے خیالات قطعی طور پر مہاتماؤں اور دانشمندوں کی تعلیمات کے مطابق تھے ، اور واقعی افسوسناک بات ہوگی کہ وہ سودائی ہو جائے -

" عورت ، عورت ! . . . . " وہ سوچتا رہا -

" . . . . راہب چھیڑ چھاڑ کرتا ہے . . . . عورت ، عورت ! . . . . عورت ! " وہ مسلسل سوچتا رہا -

کوئی نہیں جانتا کہ اس رات کب ایہہ کیو کی آنکھ لگی ۔ تاہم اس کے بعد اسے اپنی انگلیاں ہمیشہ نرم اور ملائم محسوس ہوتیں اور وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرتا ۔ " عورت ...... " وہ سوچتا رہتا ۔

اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عورت انسان کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے ۔

چینی مردوں کی اکثریت مہاتما اور دانشمند بن سکتی تھی ، لیکن یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ وہ عورت کے ہاتھوں تباہ ہوئے ۔ شانگ شاہی خاندان تاچی کے ہاتھوں تباہ ہوا ، چو شاہی خاندان کو پاؤ سی نے نقصان پہنچایا ۔ جہاں تک چھین شاہی خاندان کا تعلق ہے اگرچہ اس سلسلے میں کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا ، تاہم اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ اس کا زوال بھی کسی عورت کے سبب ہوا تو شاید زیادہ غلط نہ ہو ۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ تونگ چو کی موت کا سبب تیاؤ چھان تھی* ۱ ۔

ایہہ کیو بھی اخلاقیات کا سخت پابند تھا ۔ گو ہمیں نہیں معلوم کہ اسے کسی اچھے گرو کی رہنمائی حاصل تھی یا نہیں ، تاہم وہ ہمیشہ " مرد عورت کی سخت علیحدگی " کی پوری پابندی کرتا تھا اور وہ چھوٹی راہبہ اور بناسپتی غیر

---

*۱ تاچی ۱۲ویں صدی قبل مسیح میں شانگ خاندان کے آخری بادشاہ کی داشتہ تھی ۔ پاؤ سی آٹھویں صدی قبل مسیح میں مغربی چو خاندان کے آخری بادشاہ کی داشتہ تھی ۔ تیاؤ چھان تیسری صدی عیسوی میں ایک طاقتور وزیر تونگ چو کی داشتہ تھی ۔

سلکی شیطان جیسے بدعتیوں کو لعن طعن کرنے میں حق بجانب تھا - اس کا خیال تھا ، " تمام راھباؤں کے راھبوں سے ناجائز تعلقات ھوتے ھیں - اگر کوئی عورت گلی میں اکیلی چلتی ھے تو وہ یقیناً بدمعاشوں کو دعوت گناہ دینے کی خواھاں ھوتی ھے - جب کوئی مرد اور عورت آپس میں بات کرتے ھیں تو وہ یقیناً ملاقات کا وقت طے کر رھے ھوتے ھیں - " ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے وہ اکثر و بیشتر ان کی طرف گھور کر دیکھتا ، بلند آواز سے پھبتی کستا یا آس پاس کوئی نہ ھوتا تو عقب سے چھوٹا سا پتھر بھی دے مارتا تھا -

کسے معلوم تھا کہ تیس سال کی عمر کے قریب پہنچ کر ، جبکہ انسان " پختہ " ھو جاتا ھے *۱ ، چھوٹی راھبہ کو دیکھ کر وہ اس طرح حواس کھو بیٹھےگا ؟ قدیم عقائد کے مطابق یوں حواس کھو بیٹھنا انتہائی قابل ملامت ھوتا ھے - پس عورت واقعی ایک قابل نفرین مخلوق ھے - اگر چھوٹی راھبہ کا چہرہ ملائم اور چکنا نہ ھوتا تو ایہہ کیو پر یوں اس کا جادو نہ چلتا - اور اگر چھوٹی راھبہ کے چہرے پر نقاب ھوتا تو ایسا واقعہ ھی پیش نہ آتا - پانچ چھ سال پہلے کھلے میدان میں اوپیرا دیکھتے ھوئے اس نے تماشائیوں میں ایک عورت کی ران پر چٹکی بھری تھی تو اس کے جذبات اس طرح مشتعل نہیں ھوئے تھے کیونکہ عورت کی ران اور اس

---

*۱ کنفیوشس نے کہا تھا کہ تیس سال کی عمر میں وہ " پختہ " ھو چکا تھا - یہ اصطلاح بعدازاں ان معنوں میں استعمال ھونے لگی کہ کوئی شخص تیس برس کا ھو گیا ھے -

کی انگلیوں کے درمیان پاجامے کا کپڑا حائل تھا ۔ لیکن چھوٹی راہبہ کا چہرہ ڈھکا ہوا نہیں تھا ۔ بدعتیوں کے قابل نفرین ہونے کا یہ ایک اور ثبوت تھا ۔

" عورت . . . . . . " ایہہ کیو کو پھر خیال آیا ۔

وہ ایسی عورتوں پر کڑی نظر رکھنے لگا ، جو اس کے خیال میں " بدمعاشوں کو دعوت گناہ دینے کی خواہاں " ہوتی تھیں لیکن وہ تو اسے دیکھ کر مسکراتی بھی نہیں تھیں - وہ ان عورتوں کی گفتگو غور سے سننے لگا جو اس سے بات چیت کرتی تھیں لیکن ان کی باتوں میں کسی جگہ خفیہ ملاقات کا کوئی اشارہ تک نہیں ہوتا تھا ۔ آہ ! یہ بھی عورتوں کے قابل نفرین ہونے کی ایک اور مثال تھی ۔ وہ سب حیا کا جھوٹا پردہ ڈالے رہتی تھیں ۔

ایک دن ایہہ کیو مسٹر چاؤ کے گھر میں چاول پیس رہا تھا ، شام کے کھانے کے بعد وہ پائپ پینے کے لئے باورچی خانے میں ھی بیٹھ گیا ۔ کسی اور کا گھر ہوتا تو کھانے کے بعد وہ چلا جاتا ، لیکن چاؤ گھرانے میں شام کا کھانا جلدی کھا لیا جاتا تھا ۔ اگرچہ یہ ایک دستور تھا کہ کوئی چراغ نہ جلائے بلکہ کھانا کھائے اور بستر میں جا گھسے ۔ لیکن بعض موقعوں پر یہ پابندی اٹھا لی جاتی تھی ۔ مسٹر چاؤ کا بیٹا جب افسری کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا تو اسے چراغ جلانے کی اجازت دے دی گئی تھی ۔ جب ایہہ کیو پھٹکل کام کرنے کے لئے آتا تو اسے چاول پیسنے کے لئے چراغ جلانے کی اجازت دے دی جاتی تھی ۔ اسی رعایت کے سبب

ایپھ کیو کام شروع کرنے سے قبل باورچی خانے میں بیٹھا پائپ پی رہا تھا ۔

گھر کی واحد نوکرانی آساہ وو بھی برتن دھونے کے بعد لمبے بنچ پر بیٹھ گئی اور ایپھ کیو سے گپ شپ کرنے لگی ۔

" ہماری مالکن نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا ، کیونکہ مالک ایک داشتہ رکھنا چاہتا ہے ...... "

" عورت ...... آساہ وو ...... یہ نوجوان بیوہ ، "

ایپھ کیو سوچنے لگا ۔

" ہماری چھوٹی مالکن کے ہاں آٹھویں چاند بچہ پیدا ہوگا ...... "

" عورت ...... " ایپھ کیو سوچتا رہا ۔

وہ پائپ بجھا کر اٹھ کھڑا ہوا ۔

" ہماری چھوٹی مالکن ...... " آساہ وو بولتی رہی ۔

" میرے ساتھ سوؤ ! " ایپھ کیو اچانک آگے بڑھا اور اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گیا ۔

چند لمحوں تک مکمل خاموشی رہی ۔

" ہائیں ! " آساہ وو جو پہلے مبہوت سی ہو گئی تھی ، اچانک کانپتی ، چیختی ، چلاتی بھاگ نکلی ، چند لمحوں بعد اس کی سسکیوں کی آواز آنے لگی ۔

دیوار کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے ایپھ کیو پر بھی جیسے سکتہ طاری ہو چکا تھا ۔ پھر خالی بنچ کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہوئے وہ آہستہ آہستہ اٹھ کھڑا ہوا ۔ اسے احساس ہونے لگا کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہو گیا تھا ۔ درحقیقت اس

وقت تک وہ خود بھی بڑی الجھن میں پڑ چکا تھا ۔ اضطراب کے عالم میں اس نے پائپ پیٹی میں اڑسا اور یہ فیصلہ کیا کہ چاول پیسنا شروع کر دے ۔ لیکن — تراخ ! کوئی بھاری چیز اس کے سر پر آ کر لگی ، اور اس نے مڑ کر دیکھا تو افسری کے امتحان کا کامیاب امیدوار کھڑا لمبا بانس لہرا رہا تھا ۔

" تم نے یہ جرأت کیسے کی .... تم ...... "

لمبا بانس پھر ایہہ کیو کے کندھوں کی طرف آنے لگا ، اس نے سر بچانے کے لئے دونوں ہاتھ اوپر کئے تو ضرب اس کی انگلیوں کے پوروں پر پڑی ۔ درد خاصا شدید تھا ۔ جب وہ باورچی خانے کے دروازے سے نکل کر بھاگ رہا تھا تو اسے یوں لگا جیسے اس کی پیٹھ پر بھی ضرب لگی ہو ۔

" کچھوے کا انڈا ! " عقب سے کامیاب امیدوار نے چلا کر اسے افسرانہ انداز میں گالی دی ۔

ایہہ کیو بھاگتا ہوا چکی تک پہنچا اور تنہا کھڑا انگلیوں کے پوروں میں درد محسوس کرتا رہا اور " کچھوے کے انڈے " کے بارے میں بھی سوچتا رہا ۔ کیونکہ وی چوانگ کے دیہاتیوں نے کبھی یہ گالی استعمال نہیں کی تھی ، صرف ایسے امیر لوگ یہ گالی دیتے تھے جنہوں نے کچھ افسرانہ زندگی دیکھی تھی ۔ اس بات نے اسے اور بھی خوفزدہ کر دیا اور اس کے ذہن پر گہرا اثر چھوڑا ۔ تاہم اس کے دماغ سے " عورت " کے بارے میں بھی سب خیالات کافور ہو چکے تھے ۔ یہ سمجھ کر کہ گالی اور پٹائی کے بعد بات ختم ہو گئی ہے ، وہ پھر اطمینان سے چاول پیسنے لگا ۔ تھوڑی دیر پسائی کے بعد اسے گرمی محسوس

ہوئی اور اس نے قمیض اتارنے کے لئے ہاتھ روک لیا ۔

قمیض اتارتے ہوئے اسے باہر کچھ شور سنائی دیا ۔ چونکہ وہ ہمیشہ سے شوروغل اور ہنگاموں کا رسیا تھا ، اس لئے باہر آ گیا ۔ بتدریج اس پر آشکار ہوا کہ شور کا مرکز مسٹر چاؤ کا اندرونی صحن تھا ۔ جھٹ پٹے کے باوجود اسے وہاں بہت سے لوگ صاف نظر آرہے تھے ۔ چاؤ کنبے کے تمام لوگ جمع تھے ، یہاں تک کہ وہ مالکن بھی موجود تھی جس نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا تھا ۔ علاوہ‌ازیں ان کی پڑوسن مسز زو ، اور ان کے رشتہ‌دار چاؤ پائے یئن اور چاؤ سی چھن بھی موجود تھے ۔

نوجوان مالکن آماہ وو کو شاگرد پیشے سے باہر لاتے ہوئے کہہ رہی تھی :

" باہر آؤ . . . . یوں غمزدہ اپنے کمرے میں مت بیٹھو ۔ "

" ہر کوئی جانتا ہے کہ تم نیک عورت ہو ، " بغل سے مسز زو بولی ۔ " تم خودکشی کا ارادہ ترک کردو ! "

آماہ وو محض گریہ و زاری کرتی رہی اور ساتھ ہی ساتھ ناقابل فہم زبان میں بڑبڑاتی رہی ۔

" دلچسپ معاملہ ہے ، " ایہہ کیو نے سوچا ۔ " یہ جوان بیوہ اب کیا گل کھلانے جا رہی ہے ؟ " صورت حال معلوم کرنے کے لئے وہ چاؤ سی چھن کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک مسٹر چاؤ کے بڑے لڑکے پر اس کی نظر پڑ گئی جو تیزی سے اس کی طرف آ رہا تھا ، اور بدترین بات یہ کہ اس نے وہی لمبا بانس اٹھا رکھا تھا ۔ لمبا بانس دیکھتے ہی اسے

اچانک یاد آ گیا کہ اسی بانس سے اس کی پٹائی ہوئی تھی اور وہ سمجھ گیا کہ بظاہر اس ھنگامے سے کچھ تعلق اس کا بھی ھے - وہ مڑا اور چکی تک پہنچنے کی امید میں دوڑنے لگا ، یہ سوچے بغیر کہ بانس اس کی واپسی کا راستہ مسدود کر سکتا ھے - وہ پھر مڑا اور کسی مشکل کے بغیر پچھلے دروازے کی طرف بھاگنے لگا - تھوڑی ھی دیر بعد وہ تولیتی دیوتا کے مندر میں پہنچ چکا تھا -

ایہہ کیو دیر تک بیٹھا رھا ، حتیٰ کہ سردی سے اس کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے - اگرچہ بہار کا موسم تھا ، پھر بھی رات کو اتنی خنکی ھو جاتی تھی کہ ننگے بدن سردی برداشت کرنا مشکل تھا - اسے یاد آیا کہ اپنی قمیض تو وہ مسٹر چاؤ کے گھر ھی چھوڑ آیا ھے - اور اندیشہ تھا کہ اگر لینے گیا تو ایک بار پھر کامیاب امیدوار کے بانس کا مزا چکھنا پڑے گا -

اور پھر نمبردار آپہنچا -

" ایہہ کیو لعنت ھو تم پر ! " نمبردار نے کہا - " تم چاؤ کنبے کی نوکرانی سے بھی چھیڑخانی کئے بغیر نہ رہ سکے ، نافرمان ! تمہاری وجہ سے میری نیند بھی خراب ہوئی ، لعنت ھو تم پر ! ...... "

گالیوں کی اس بوچھاڑ کا ظاھر ھے ایہہ کیو کے پاس کوئی جواب نہ تھا - آخرکار ، رات ہونے کے سبب ایہہ کیو کو دوگنا جرمانہ بھرنا پڑا - اسے نمبردار کو چار سو سکے ادا کرنے تھے - رقم تو تھی نہیں اس لئے ضمانت کے طور پر اس نے اپنا فیلٹ

ہیٹ دے دیا اور مندرجہ ذیل پانچ شرائط طے پائیں :

۱ - اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرنے کی خاطر اگلی صبح ایہہ کیو ایک پونڈ وزنی دو سرخ موم بتیاں اور اگربتیوں کا ایک بنڈل مسٹر چاؤ کے گھر پہنچائے -

۲ - ایہہ کیو تاؤ ست کے پجاریوں کا معاوضہ بھی ادا کرے ، جنہیں چاؤ کنبے نے بدروحیں بھگانے کے لئے بلایا ھے -

۳ - ایہہ کیو آئندہ کبھی چاؤ کنبے کی دھلیز پر قدم نہ رکھے -

۴ - اگر آماہ وو کو آئندہ کچھ ہوا تو اس کی ذمہداری ایہہ کیو پر ھوگی -

۵ - ایہہ کیو اپنی قمیض اور کام کا معاوضہ لینے ھرگز نہ جائے -

بلاشبہ ایہہ کیو نے ھر شرط مان لی لیکن وائے قسمت کہ اس کے پاس زھر کھانے کو پیسہ نہ تھا - اتفاق سے بہار کا موسم تھا اور وہ رضائی کے بغیر گزارا کر سکتا تھا چنانچہ اس نے اپنی رضائی دو ھزار سکوں کے عوض گروی رکھ دی تاکہ شرائط پوری کر سکے - ننگے بدن سجدہ کرنے کے بعد بھی اس کے پاس کچھ سکے بچ رھے ، لیکن نمبردار سے اپنا فیلٹ ہیٹ واپس لینے کی بجائے اس نے ساری رقم شراب نوشی میں اڑا دی -

ادھر چاؤ کنبے نے نہ اگربتیاں سلگائیں اور نہ ھی موم بتیاں روشن کیں ، کیونکہ یہ چیزیں اس وقت استعمال کی جاتی تھیں جب مالکن بودھ کی پوجا کرتی تھی - پس انہیں اس مقصد کے لئے سنبھال کر رکھ دیا گیا - بوسیدہ قمیض کے بیشتر

حصے سے چھوٹی مالکن کے بچے کے پوتڑے بن گئے ، جو آٹھویں چاند پیدا ہوا اور باقی ماندہ چیتھڑوں سے آماہ وو نے جوتوں کے تلے بنا لئے -

پانچواں باب

روزگار کا مسئلہ

چاؤ کنبے کے سامنے زمین بوسی اور شرائط پوری کرنے کے بعد ایہہ کیو حسب معمول تولیتی دیوتا کے مندر واپس آ گیا ۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور اسے محسوس ہونے لگا کہ کچھ گڑبڑ ہے ۔ خاصے غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ شاید گڑبڑ کا سبب اس کی ننگی پیٹھ ہے ۔ اسے یاد آیا کہ اس کے پاس اب بھی ایک بوسیدہ جیکٹ تھی ۔ وہ اسے اوڑھ کر لیٹ گیا اور جب آنکھ کھلی تو دھوپ مغربی دیوار پر آچکی تھی ۔ وہ اٹھ بیٹھا اور بڑبڑایا ، " لعنت ہو .... "

اٹھنے کے بعد وہ حسب معمول گلیوں میں آوارہ گردی کرتا رہا ، تاآنکہ اسے پھر یہ محسوس ہونے لگا کہ کچھ اور بھی گڑبڑ ہے ، اگرچہ اس گڑبڑ کا مقابلہ ننگی پیٹھ کی تکلیف سے نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ اس دن کے بعد سے وی چوانگ کی تمام عورتیں اچانک ایہہ کیو سے شرمانے لگی تھیں ۔ وہ اسے آتا دیکھ کر گھروں میں جا گھستیں ۔ یہاں تک کہ مسز زو بھی جو پچاس کے پیٹے میں تھی ، گھبرا کر دوسری

غورتوں کے ساتھ ھی نہ صرف خود اندر جا گھستی بلکہ اپنی گیارہ سالہ بیٹی کو بھی اندر بلا لیتی ۔ یہ بات ایبھہ کیو کو بڑی عجیب لگتی۔ " کتیاں ! " وہ سوچنے لگتا ۔ " یہ تو شریف زادیوں کی طرح شرمانے لگی ھیں .... "

بہت دن گزر گئے اور اسے زیادہ شدت کے ساتھ محسوس ھونے لگا کہ کچھ گڑبڑ ھے ۔ پہلی بات تو یہ ھوئی کہ شراب خانے کے مالک نے اسے ادھار دینے سے انکار کر دیا ۔ دوسری بات یہ ھوئی کہ تولیتی دیوتا کے مندر کے بوڑھے نگران نے کچھ نازیبا کلمات کہے ، شاید وہ چاھتا تھا کہ ایبھہ کیو وھاں سے بستر گول کر جائے ، اور تیسری بات یہ ھوئی کہ بہت دنوں تک ، اگرچہ اسے خود بھی صاف صاف یاد نہیں رھا تھا کہ کتنے دنوں تک ، کوئی بھی ذی روح اسے کام کے لئے بلانے نہ آیا ۔ وہ شراب خانے میں ادھار پر بندش برداشت کر سکتا تھا ، بوڑھا نگران وھاں سے نکل جانے کو کہتا رھتا ، وہ اس کی جھک جھک نظر انداز کر سکتا تھا ، لیکن کوئی کام کے لئے بلانے نہیں آئےگا تو اسے بھوکا رھنا پڑےگا ۔ اور یہ تو حقیقتاً " قابل نفرین " صورت حال تھی ۔

جب حالات بالکل ھی ناقابل برداشت ھو گئے تو ایبھہ کیو معاملہ کا کھوج لگانے کے لئے ان لوگوں کے گھروں میں گیا جو اسے باقاعدگی کے ساتھ کام پر بلاتے تھے ۔ صرف مسٹر چاؤ کی دھلیز ھی ایسی تھی جسے وہ پار نہیں کر سکتا تھا ۔ لیکن ھر جگہ اس کے ساتھ بڑی اجنبیت کا برتاؤ کیا گیا ۔ ھر دروازے پر صرف مرد ھی باھر آتا اور قطعی بیزار ھو کر اس

طرح ایہہ کیو کو دھتکار دیتا جیسے وہ کوئی بھک منگا ہو :
"کوئی کام نہیں ہے ، بالکل کوئی کام نہیں ہے ! بھاگ جاؤ ! "

ایہہ کیو کو یہ بات اور بھی خلاف معمول لگی ۔ " پہلے تو ان لوگوں کو ہمیشہ مدد کی ضرورت رہتی تھی ، " وہ سوچنے لگا ۔ " ایسی بات بھی نہیں کہ اچانک ان کے پاس کوئی کام ہی نہ رہا ہو ۔ کچھ دال میں کالا معلوم ہوتا ہے ۔ " اچھی طرح پوچھ تاچھ کرنے پر معلوم ہوا کہ جب کوئی کام ہوتا ہے تو لوگ چھوٹے ڈی کو بلا لیتے ہیں ۔ اور یہ چھوٹا ڈی ایک مریل سا کنگلا تھا ، جو ایہہ کیو کی نظر میں دڑھیل وانگ سے بھی گیا گزرا تھا ۔ کون سوچ سکتا تھا کہ یہ حقیر آدمی اس کی روزی پر چھاپہ مارے گا ؟ پس اس دفعہ ایہہ کیو کا غصہ معمول سے زیادہ شدید تھا اور چلتے چلتے اس نے اچانک غیض و غضب کے عالم میں بازو لہرایا اور گانے لگا : " میں تمہیں فولادی گرز سے کچل دوں گا . . . . . . " *۱

چند روز بعد مسٹر چھیئن کے گھر کے سامنے چھوٹے ڈی سے سچ مچ اس کی مٹھ بھیڑ ہو گئی ۔ " جب دو دشمن مقابل آتے ہیں تو ان کی آنکھیں شعلے برسانے لگتی ہیں ۔ " ایہہ کیو آگے بڑھا ، چھوٹا ڈی اپنی جگہ جما رہا ۔

---

*۱ شاؤ شینگ کے مقبول عام اوپیرا "اژدھے اور شیر کی لڑائی" سے ایک مصرعہ ۔ اس میں سونگ عہد کے پہلے شہنشاہ چاؤ کھوانگ ین اور ایک جرنیل کے درمیان لڑائی کا ذکر ہے ۔

”بیوقوف گدھے ! “ ایبہ کیو نے غصے سے پھنکارتے اور منہ سے کف اڑاتے ہوئے کہا ۔

”میں ایک کیڑا ہوں ۔ کیا یہ کافی ہے ؟ ......“ چھوٹے ڈی نے دریافت کیا ۔

اس انکساری نے گویا جلتی پر تیل کا کام کیا ، تاہم چونکہ ایبہ کیو کے پاس فولادی گرز نہیں تھا اس لئے وہ صرف یہی کر سکا کہ چھوٹے ڈی کی چوٹی پکڑنے کے لئے ہاتھ پھیلا کر تیزی سے آگے بڑھا ۔ چھوٹے ڈی نے بھی ایک ہاتھ سے اپنی چوٹی بچاتے ہوئے دوسرا ہاتھ ایبہ کیو کی چوٹی پکڑنے کے لئے بڑھایا ۔ ادھر ایبہ کیو نے بھی خالی ہاتھ کو اپنی چوٹی بچانے کے لئے استعمال کیا ۔ ماضی میں ایبہ کیو نے چھوٹے ڈی کو کبھی درخوراعتنا نہ سمجھا تھا لیکن اب چونکہ فاقوں نے اس کا بھرکس نکال دیا تھا اس لئے وہ خود بھی حریف کی طرح سریل اور کمزور ہو چکا تھا ، چنانچہ اب وہ برابر کا جوڑ تھے ۔ چار ہاتھ ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے ، دونوں دشمن کمر کے بل جھکے ہوئے تھے جس سے دھنک جیسا نیلا سایہ کوئی آدھ گھنٹے تک چھیئن کنبے کی سفید دیوار پر لرزتا رہا ۔

”بس ! بس ! “ تماشائیوں میں سے چند ایک نے کہا ، شاید وہ جھگڑا ختم کروانا چاہتے تھے ۔

”خوب ، خوب ! “ دوسرے بول اٹھے ۔ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ جھگڑا ختم کروانا چاہتے تھے ، تعریف کر رہے تھے یا انہیں مزید لڑائی پر اکسانا چاہتے تھے ۔ تاہم دونوں جانبازوں نے ان کی باتوں پر کان تک نہ دھرا ۔

اگر ایہہ کیو تین قدم آگے بڑھتا تو چھوٹا ڈی تین قدم پیچھے ہٹ جاتا اور دونوں پھر ساکت ہو جاتے ۔ اسی طرح اگر چھوٹا ڈی تین قدم پیش قدمی کرتا تو ایہہ کیو تین قدم پسپا ہو جاتا اور دونوں پھر ساکت ہو جاتے ۔ کوئی آدھ گھنٹے کے بعد — وی چوانگ میں گنے چنے گھڑیال تھے اس لئے صحیح وقت بتانا مشکل ہے ، ممکن ہے بیس منٹ ہوئے ہوں — جب ان کے سروں سے بھاپ نکل رہی تھی اور پسینہ گالوں پر بہہ رہا تھا ، ایہہ کیو نے ہاتھ چھوڑ دیئے اور اسی لمحے چھوٹے ڈی کے ہاتھ بھی نیچے آگئے ۔ انہوں نے بیک وقت کمریں سیدھی کیں ، بیک وقت پیچھے ہٹے اور ھجوم میں سے راستہ بناتے ہوئے نکل گئے ۔

” میں پھر تمہاری خبر لوں گا ، لعنتی ! .... “ ایہہ کیو نے گردن گھما کر کہا ۔

” اوئے لعنتی ! میں پھر تمہاری خبر لوں گا .... “ چھوٹے ڈی نے بھی گردن گھما کر جواب دیا ۔

یہ معرکہ بظاہر فتح یا شکست کے فیصلے کے بغیر ختم ہو گیا ، اور یہ بھی نہیں معلوم کہ تماشائی اس سے مطمئن ہوئے تھے یا نہیں ، کیونکہ کسی نے کوئی رائے نہیں دی تھی ۔ بہرحال اس کے بعد بھی کوئی شخص ایہہ کیو کو کام کے لئے بلانے نہ آیا ۔

ایک گرم دن جب کہ ہلکی ہلکی ہوا گرمیوں کی آمد کا پتہ دے رہی تھی ، ایہہ کیو کو واقعی سردی محسوس ہوئی ۔ لیکن وہ اس کا مقابلہ کر سکتا تھا ۔ اسے تو سب سے زیادہ

فکر خالی پیٹ کی تھی ۔ مدت ہوئی وہ اپنی رضائی ، فیلٹ ہیٹ اور قمیض سے ہاتھ دھو چکا تھا ، پھر بعد میں اس نے روئی‌دار جیکٹ بھی بیچ ڈالی تھی ۔ اب صرف پتلون باقی رہ گئی تھی لیکن ظاہر ہے وہ پتلون اتارنے سے تو رہا ۔ یہ سچ ہے کہ اس کے پاس ایک بوسیدہ جیکٹ تھی لیکن وہ بھی کسی کام کی نہ تھی سوائے اس کے کہ جوتوں کے تلے بنانے کے کام آجاتی ۔ عرصے سے اس کی خواہش تھی کہ کبھی سڑک پر پڑی کچھ رقم ہی مل جائے لیکن تاحال اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہوئی تھی ۔ اسے یہ بھی امید تھی کہ اپنے خستہ حال کمرے میں اسے کسی روز اچانک کچھ رقم نظر آ جائے گی اور وہ ادھر ادھر تلاش بھی کر چکا تھا لیکن کمرہ تو بالکل ہی خالی تھا ۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کر لیا کہ باہر نکل کر روٹی تلاش کرے گا ۔

”روٹی کی تلاش “ میں وہ سڑک پر چلا جا رہا تھا ۔ اسے جانا پہچانا شراب خانہ دکھائی دیا ، جانی پہچانی روٹی پر نظری پڑی لیکن وہ ایک لمحہ رکے بغیر چلتا چلا گیا ، یہاں تک کہ اس کے دل میں ان چیزوں کی آرزو بھی پیدا نہ ہوئی ۔ وہ ان چیزوں کا متلاشی نہیں تھا ، تاہم اسے خود بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ حقیقتاً کس چیز کا متلاشی تھا ۔

وی چوانگ کوئی بڑی جگہ تو تھی نہیں ، وہ بہت جلد اسے پیچھے چھوڑ گیا ۔ گاؤں سے باہر زیادہ‌تر دھان کے کھیت تھے ۔ جہاں تک نگاہ جاتی ، دھان کے پودے لہراتے دکھائی دے رہے تھے ۔ ان کے درمیان کہیں کہیں گول مٹول ، سیاہ فام

متحرک چیزیں نظر آرهی تھیں - یه کسان تھے جو کھیتوں میں کام کر رہے تھے - لیکن ایبه کیو دیہاتی زندگی کی خوشیوں سے بےنیاز چلتا رہا ، کیونکه وہ جانتا تھا که اس کا " روٹی کی تلاش " سے کوئی تعلق نہیں - آخرکار وہ خاموش تزکیۂ نفس کے مندر کی دیواروں تلے آپہنچا -

مندر بھی دھان کے کھیتوں سے گھرا ھوا تھا - سبزے کے درمیان اس کی سفید دیواریں خاصی واضح تھیں اور پچھواڑے میں نیچی سی کچی دیوار کے اندر کی جانب سبزیاں اگی ھوئی تھیں - ایبه کیو تھوڑی دیر کے لئے ھچکچایا ، ادھر ادھر دیکھا تو آس پاس کوئی نہیں تھا - اس نے ایک بیل پکڑی اور کود کر نیچی دیوار پر چڑھ گیا - کچی دیوار لرزنے لگی ، ایبه کیو خوفزدہ ھو گیا ، تاھم ، شہتوت کے درخت کی ٹہنی پکڑ کر دوسری طرف اتر گیا - اندر سبزیاں ھی سبزیاں تھیں لیکن کہیں زرد شراب ، روٹی یا کسی اور کھانے کے لائق شے کا نشان تک نه تھا - مغربی دیوار کے ساتھ بانس کا جھنڈ تھا جس میں بہت سی کونپلیں تھیں لیکن افسوس ، وہ سالن کی صورت میں نہیں تھیں - سرسوں بھی تھی لیکن بیجوں کی شکل اختیار کر گئی تھی - رائی ابھی پھول رھی تھی اور چھوٹی گوبھی بڑی سخت نظر آ رھی تھی -

ایبه کیو کا منه یوں لٹک گیا جیسے کوئی عالم امتحان میں ناکام ھو گیا ھو - آھسته آھسته باغ کے دروازے کی طرف چلتے ھوئے اس کے چہرے پر ایک دم رونق آ گئی ، سامنے شلجموں کی ایک کیاری تھی ! اکڑوں بیٹھ کر اس نے شلجم

توڑنے شروع کر دیئے ۔ اچانک عقبی دروازے سے ایک گول سا سر برآمد ہوا اور پھر فوراً ہی غائب ہو گیا ۔ یہ وہی چھوٹی راہبہ تھی ۔ اگرچہ ایہہ کیو کو ہمیشہ ہی چھوٹی راھباؤں جیسے لوگوں سے سخت نفرت رہی تھی لیکن ایسا وقت بھی آجاتا ہے جب " احتیاط ہی سب سے بڑی شجاعت ہوتی ہے " ۔ اس نے جلدی جلدی چار شلجم اکھاڑے ، پتے اتار کر دور پھینکے اور شلجم جیکٹ میں لپیٹ لئے ۔ اتنی دیر میں ایک بوڑھی راہبہ باہر آچکی تھی ۔

" بودھ ہمارے حال پر رحم کرے ، ایہہ کیو ! تم ہمارے شلجم چوری کرنے کے لئے اندر کیوں آئے ! .... ہائے تم نے کتنی بری حرکت کی ہے ! اوہ ، بودھ ہمارے حال پر رحم کرے ...... ! "

" میں کب تمہارے باغ میں کودا اور کب تمہارے شلجم چرائے ہیں ؟ " ایہہ کیو نے الٹا سوال جڑ دیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے باہر جانے لگا ۔

" ہونہہ .... وہ کیا ہے ؟ " بوڑھی راہبہ نے لپٹی ہوئی جیکٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

" کیا یہ تمہارے ہیں ؟ کیا تم ان سے کہلوا سکتی ہو ؟ تم ...... "

فقرے کو ناتمام چھوڑتے ہوئے وہ جتنی تیزی سے بھاگ سکتا تھا ، بھاگ نکلا ، کیونکہ ایک موٹا تازہ کالا کتا اس کے تعاقب میں تھا ۔ دراصل یہ کتا سامنے والے دروازے پر رہا کرتا تھا اور نہ جانے پچھواڑے کے باغ میں کیسے پہنچ

گیا تھا ۔ کالا کتا غراتے ہوئے اس کا پیچھا کر رہا تھا اور ایک موقع پر ایبھ کیو کی ٹانگ میں کاٹنے ہی والا تھا کہ خوش قسمتی سے ایک شلجم جیکٹ میں سے گر پڑا ، کتا کچھ حیران سا ہو کر ایک لمحے کے لئے رک گیا اور اس بیچ میں ایبھ کیو شہتوت کے درخت پر چڑھ چکا تھا ۔ اس نے دیوار پھاندی اور شلجموں سمیت مندر کے باہر جا گرا ۔ شہتوت کے درخت کے قریب کتے کے بھونکنے کی آواز ابھی تک آ رہی تھی اور بوڑھی راہبہ دعائیں پڑھ رہی تھی ۔

اس ڈر سے کہ کہیں راہبہ کالے کتے کو پھر اس کے پیچھے نہ لگا دے ، ایبھ کیو نے شلجم اکٹھے کئے اور چند چھوٹے پتھر ہاتھوں میں لئے بھاگ نکلا ۔ بہرحال کتا پھر سامنے نہ آیا ۔ ایبھ کیو نے پتھر پھینک دیئے اور آرام سے چلنے لگا ۔ وہ شلجم کھاتا اور سوچتا جا رہا تھا : ” یہاں اب کیا رکھا ہے ۔ بہتر ہے شہر چلا جاؤں ...... “

تیسرا شلجم ختم کرتے کرتے وہ شہر جانے کا فیصلہ کر چکا تھا ۔

چھٹا باب

عروج و زوال

اس سال چاند کے تہوار تک وی چوانگ والوں کو قطعاً علم نہ تھا کہ ایہہ کیو کہاں ہے - جس نے بھی اس کی واپسی کا سنا حیران رہ گیا اور یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ وہ اتنا عرصہ کہاں رہا - اس سے قبل جب کبھی اسے شہر جانا ہوتا تھا ، عموماً بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہت پہلے ہی لوگوں کو مطلع کر دیا کرتا تھا - لیکن اس مرتبہ چونکہ اس نے ایسا نہیں کیا تھا اس لئے کسی کو اس کے جانے کی خبر نہیں ہوئی تھی - ممکن ہے اس نے تولیتی دیوتا کے مندر کے بوڑھے نگران کو بتایا ہو ، لیکن وی چوانگ کے رواج کے مطابق صرف مسٹر چاؤ ، مسٹر چھیئن یا کامیاب کاؤنٹی امیدوار کی شہر روانگی کو ہی اہم سمجھا جاتا تھا - یہاں تک کہ بناسپتی غیر ملکی شیطان شہر جاتا تھا تو اسے بھی کوئی اہمیت نہیں دی جاتی تھی - تو پھر ایہہ کیو کس کھیت کی مولی تھا - لہذا بوڑھے نے کسی سے ذکر ہی نہ کیا ہوگا اور لوگ اس بارے میں لاعلم رہے ہونگے -

اس بار ایہہ کیو کی واپسی پہلے سے بالکل مختلف تھی ، اور سچ تو یہ ہے کہ ہر کوئی حیران تھا - جب وہ پلکیں جھپکاتا شراب خانے کے دروازے پر نمودار ہوا تو اندھیرا چھا رہا تھا - وہ سیدھا کاؤنٹر پر گیا ، اپنی پیٹی سے چاندی اور تانبے کے مٹھی بھر سکے نکالے اور کاؤنٹر پر اچھالتے ہوئے کہا - " نقد ! شراب لاؤ ! " اس نے استر لگی نئی جیکٹ پہن رکھی تھی اور کمر میں بڑا سا بٹوا لٹک رہا تھا ، اتنا بھاری کہ اس کی پیٹی جھک آئی تھی - وی چوانگ میں دستور تھا کہ جب کسی شخص کے بارے میں کوئی غیر معمولی بات معلوم ہوتی تھی تو لوگ اس کے ساتھ بدتمیزی کی بجائے عزت سے پیش آنے لگتے تھے اور اگرچہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ ایہہ کیو ہی ہے ، مگر اس وقت وہ بوسیدہ کوٹ والے ایہہ کیو سے بہت مختلف تھا - بزرگوں کا کہنا ہے ، " کوئی عالم تین دن تک باہر رہے تو لوگ اسے نئی نظروں سے دیکھنے لگتے ہیں - " چنانچہ قدرتی طور پر بیرا ، شراب خانے کا مالک ، گاہک اور راہگیر سب اسے شک اور عزت کی ملی جلی نظروں سے دیکھ رہے تھے - شراب خانے کے مالک نے پہلے سر کے اشارے سے سلام کیا ، پھر کہنے لگا :

" ہیلو ، ایہہ کیو ، تو تم واپس آ گئے ہو ! "

" ہاں ، واپس آ گیا ہوں - "

" تم نے روپیہ بھی کمایا ہے ...... آں .... کہاں ...... ؟ "

" میں شہر چلا گیا تھا - "

اگلے روز یہ خبر پورے وی چوانگ میں پھیل چکی تھی - اور چونکہ ہر کوئی ایہہ کیو کی دولت اور نئی جیکٹ کی کہانی سننا چاھتا تھا اس لئے شراب خانے ، چائے خانے اور مندر کے چھجے تلے گاؤں والے اس بات کا سراغ لگا رہے تھے - نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ ایہہ کیو کو ادب و احترام سے دیکھنے لگے -

ایہہ کیو کے بقول وہ ایک کامیاب صوبائی امیدوار کے گھر نوکر تھا - کہانی کا یہ حصہ سن کر لوگوں پر رعب چھا جاتا - اس کامیاب صوبائی امیدوار کا نام پائی تھا - چونکہ پورے قصبے میں وہ واحد کامیاب صوبائی امیدوار تھا اس لئے کوئی اس کا خاندانی نام لینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا - جب بھی کوئی کامیاب صوبائی امیدوار کا ذکر کرتا تھا ، سننے والے سمجھ جاتے تھے - یہ بات وی چوانگ تک ھی محدود نہیں تھی بلکہ تیس میل کے دائرے میں یہی عالم تھا - جیسے اس کا نام ھی مسٹر کامیاب صوبائی امیدوار ھو - ایسے شحص کے گھر میں نوکری کرنا بلاشبہ باعث افتخار تھا ، لیکن ایہہ کیو کی باقی داستان کے مطابق اسے یہ ملازمت پسند نہیں تھی ، کیونکہ وہ کامیاب صوبائی امیدوار حقیقی معنوں میں "کچھوے کا انڈا" تھا - کہانی کا یہ حصہ سن کر لوگ آہ بھر کر رہ جاتے ، لیکن اس آہ سے خوشی بھی جھلکتی تھی ، کیونکہ اس سے ظاھر ھوتا تھا کہ ایہہ کیو حقیقتاً اس قابل نہ تھا کہ ایسے آدمی کے گھر کام کر سکے - لیکن کام چھوڑ دینا اور بھی افسوسناک بات تھی -

ایہہ کیو نے واپسی کا سبب یہ بھی بتایا تھا کہ وہ شہر کے لوگوں سے مطمئن نہیں تھا ، کیونکہ وہ لمبے بنچ کو سیدھا بنچ کہتے تھے ، مچھلی تلنے کے لئے کتری ہوئی پیاز استعمال کرتے تھے ۔ اس کے علاوہ حال ھی میں اس نے ایک اور نقص دریافت کیا تھا کہ عورتیں چلتے ہوئے باوقار انداز میں نہیں ہلتی تھیں ۔ تاھم شہر کی خوبیاں بھی تھیں مثلاً وی چوانگ میں ہر شخص بانس کی بتیس گوٹوں کے ساتھ کھیلتا تھا ۔ صرف بناسپتی غیر ملکی شیطان ما چیانگ کھیلنا جانتا تھا ، لیکن شہر کے لونڈے لپاڑے بھی ماچیانگ کھیلنے میں مہارت رکھتے تھے ۔ اس بناسپتی غیر ملکی شیطان کو ان نو عمر بدمعاشوں کے مقابلے میں کھڑا کر دیا جائے تو یوں لگے جیسے "کوئی چھوٹا شیطان ، شاہ جہنم کے حضور آ گیا ہو ۔" کہانی کا یہ حصہ سن کر لوگ شرمندہ سے ہو جاتے ۔

"تم نے کسی کو موت کے گھاٹ اترتے دیکھا ھے ؟"
ایہہ کیو پوچھتا ۔ "واہ کتنا عمدہ منظر ہوتا ھے ...... جب وہ انقلابیوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ...... واہ ، کتنا عمدہ منظر ھوتا ھے ، کتنا عمدہ منظر ......" جونہی اس نے سر ھلایا اس کے منہ کا جھاگ اڑ کر چاؤ سی چھن کے چہرے پر جا گرا ، جو اس کے عین سامنے کھڑا تھا ۔ کہانی کا یہ حصہ جس نے بھی سنا ، کانپ اٹھا ۔ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس نے اچانک اپنا دایاں ھاتھ بلند کیا اور دڑھیل وانگ کی گردن پر جڑ دیا ، جو سر آ گے کئے بڑے غور سے اس کی باتیں سن رھا تھا ۔
"قتل کر دو !" ایہہ کیو چلایا ۔

دڑھیل وانگ چونک اٹھا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے سر پیچھے ھٹا لیا ۔ آس پاس کھڑے لوگ مسرت آمیز خوف سے کانپ اٹھے ۔ اس کے بعد دڑھیل وانگ کئی دن تک حواس باختہ سا رہا اور اس نے یا کسی اور نے ایہہ کیو کے قریب جانے کی جرأت نہ کی ۔

اگرچہ ھم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان دنوں وی چوانگ کے لوگوں کی نظروں میں ایہہ کیو کا وقار مسٹر چاؤ کے مقابلے میں بڑھ گیا تھا ، تاھم بلاخوف تردید کم از کم یہ کہا جا سکتا ھے کہ دونوں کا وقار تقریباً برابر تھا ۔

زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اچانک ایہہ کیو کی شہرت وی چوانگ کے زنان خانوں میں بھی پھیل گئی ۔ گو وی چوانگ میں چھیئن اور چاؤ ، صرف دو گھرانے ھی خوشحال تھے اور باقی دس میں سے نو گھرانے غریب تھے ، پھر بھی زنان خانے ، زنان خانے ھوتے ھیں اور جس انداز میں ایہہ کیو کی شہرت ان تک پہنچی وہ ایک معجزہ ھی تھا ۔ جونہی ایک عورت دوسری سے ملتی ، باتیں شروع ھو جاتیں ، "مسز زو نے ایہہ کیو سے نیلا ریشمی اسکرٹ خریدا ھے ۔ پرانا ھے تو کیا ھوا ، قیمت بھی تو صرف نوے سینٹ ھے ۔ چاؤ پائی یئن کی ماں (اس کی تصدیق نہیں ھو سکی ، کیونکہ بعض لوگوں کا کہنا ھے کہ یہ چاؤ سی چھن کی ماں تھی) نے قرمزی رنگ کی غیر ملکی چھینٹ سے بنا ھوا بچے کا لبادہ خریدا ھے ، جو قریب قریب نیا ھے ۔ صرف تین سو سکوں میں ، اس پر آٹھ فیصد کٹوتی" ۔

پھر یہ ھوا کہ جن عورتوں کے پاس ریشمی اسکرٹ نہیں

تھے یا غیر ملکی چھینٹ خریدنا چاھتی تھیں ، وہ یہ چیزیں خریدنے کی خاطر ایہہ کیو سے ملنے کی بےحد مشتاق ھوگئیں - ایہہ کیو سے کترانا تو دور کی بات ھے ، کبھی کبھار جب وہ ان کے سامنے سے گزر جاتا تو پکار کر روک لیتیں -

" ایہہ کیو تمھارے پاس اور ریشمی اسکرٹ ھیں ؟ " وہ پوچھتیں - " نہیں ھیں ؟ ھمیں غیر ملکی چھینٹ بھی چاھیئے - تمھارے پاس ھے کیا ؟ "

ھوتے ھوتے یہ خبر غریب کنبوں سے امیر کنبوں تک بھی پہنچ گئی ، مسز زو ریشمی اسکرٹ پا کر اتنی خوش ھوئی کہ مسز چاؤ کو دکھانے پہنچ گئی اور مسز چاؤ نے بڑے تعریفی لہجے میں مسٹر چاؤ سے اس کا ذکر کیا -

مسٹر چاؤ نے رات کے کھانے پر اپنے بیٹے ، کامیاب کاؤنٹی امیدوار کے ساتھ بات چیت کی اور کہا کہ ایہہ کیو کچھ مشتبہ ھو گیا ھے اور ھمیں اپنے دروازوں اور کھڑکیوں کے سلسلے میں زیادہ محتاط ھو جانا چاھیئے - انہیں معلوم نہیں تھا کہ ایہہ کیو کے پاس اب کوئی چیز باقی ھے یا نہیں تاھم وہ سوچتے تھے کہ شاید اس کے پاس کوئی اچھی چیز ابھی باقی ھو - چونکہ مسز چاؤ فر کا بنا ھوا ایک اچھا اور سستا سا جیکٹ خریدنا چاھتی تھی اس لئے خانگی مشاورت کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ مسز زو سے ایہہ کیو کو فوراً تلاش کرنے کو کہا جائے - اس مقصد کے لئے دستور میں تیسری ترمیم کرتے ھوئے اس رات چراغ جلانے کی خصوصی اجازت دے دی گئی -

تیل خاصا جل چکا تھا لیکن ایہہ کیو کا کہیں نام و نشان

نہ تھا ۔ پورا چاؤ کنبہ بےچینی سے جمائیاں لے رہا تھا ۔ بعض ایہہ کیو کے غیر ذمہ‌دارانہ طور طریقوں پر اعتراض کرنے لگے اور کچھ مسز زو کو مورد الزام ٹھہرانے لگے کہ وہ ایہہ کو ڈھونڈنے کی سخت کوشش نہیں کر رہی ۔ مسز چاؤ کو ڈر تھا کہ موسم بہار میں طے شدہ شرائط کے پیش نظر ایہہ کیو وہاں آنے کی جرأت نہیں کرےگا ، لیکن مسٹر چاؤ کے لئے یہ بات قابل تشویش نہیں تھی کیونکہ انہوں نے کہہ دیا تھا ، " اس بار میں نے اسے بلایا ہے ۔ " نتیجتاً مسٹر چاؤ نے اپنے آپ کو صاحب بصیرت ثابت کر دیا ۔ بالآخر ایہہ کیو مسز زو کے ہمراہ آپہنچا ۔

" یہ تو یہی کہتا آرہا ہے کہ اس کے پاس اب کوئی چیز نہیں ۔ " مسز زو نے اندر داخل ہوتے ہوئے پھولی سانس کے ساتھ کہا ۔ " میں نے اسے کہا کہ خود آ کر بتا دے لیکن یہ باتیں ہی بناتا رہا ۔ میں نے اسے کہا .... "

" جناب " ایہہ کیو نے ڈیوڑھی میں ہی رک کر مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ۔

" میں نے سنا ہے تم مالدار ہو گئے ہو ، ایہہ کیو ، " مسٹر چاؤ نے قریب جا کر بڑے غور سے اسے دیکھتے ہوئے کہا ۔ " بہت خوب ۔ وہ ...... لوگ کہتے ہیں کہ تمہارے پاس کچھ پرانی چیزیں ہیں ...... سب چیزیں یہاں لے آؤ ، ہم دیکھنا چاہتے ہیں ...... محض اس لئے کہ میں چاہتا ہوں ...... "

" میں نے مسز زو کو بتا دیا تھا — میرے پاس کچھ

باقی نہیں بچا ۔ "

" کچھ باقی نہیں بچا ؟ " مسٹر چاؤ اپنی مایوسی چھپا نہ سکے ۔ " سب چیزیں اتنی جلدی کیسے بک گئیں ؟ "

" چیزیں میرے ایک دوست کی تھیں ، اور زیادہ بھی نہیں تھیں ۔ لوگوں نے خرید لیں .... "

" کچھ تو باقی بچا ہوگا ۔ "

" بس دروازے کا ایک پردہ رہ گیا ہے ۔ "

" تو دروازے کا پردہ ہی لے آؤ ، ہم دیکھیں گے ۔ " مسز چاؤ جلدی سے بول اٹھیں ۔

" خیر کل بھی لے آؤ تو کوئی حرج نہیں ، " مسٹر چاؤ نے کچھ زیادہ گرمجوشی کا اظہار نہ کیا ۔ " ایہہ کیو ، آئندہ کوئی ایسی چیز ہو تو سب سے پہلے ہمارے پاس لانا .... "

" ہم دوسروں کے مقابلے میں کم دام نہیں دیں گے ! " کامیاب کاؤنٹی امیدوار نے کہا ۔ اس کی بیوی نے ایہہ کیو کا رد عمل دیکھنے کے لئے اس پر ایک اڑتی سی نظر ڈالی ۔

" مجھے ایک فر جیکٹ چاہیئے ، " مسز چاؤ نے کہا ۔

اگرچہ ایہہ کیو نے ہاں کر دی تھی لیکن وہ اس بے اعتنائی سے باہر نکلا کہ وہ اندازہ نہ لگا سکے کہ آیا اس نے ان کی ہدایات غور سے سنی تھیں یا نہیں ۔ اس بات نے مسٹر چاؤ کو اتنا دل برداشتہ ، ناراض اور فکرمند کردیا کہ انہوں نے جمائیاں لینی بھی بند کر دیں ۔ کامیاب امیدوار بھی ایہہ کیو کے رویے سے مطمئن نہیں تھا اور کہنے لگا ۔ " لوگوں کو اس کچھوے کے انڈے سے ہوشیار رہنا چاہیئے ۔ بہتر ہے نمبردار

کو حکم دیا جائے کہ اسے وی چوانگ میں نہ رہنے دے ۔ "

مسٹر چاؤ نے اس سے اتفاق نہ کیا اور کہا کہ ممکن ھے اس کے دل میں عداوت پیدا ھو جائے اور جہاں تک اس معاملے کا تعلق ھے " عقاب اپنے ھی گھونسلے میں شکار نہیں کھیلتا " ۔ اس کے اپنے گاؤں والوں کو فکر مند ھونے کی ضرورت نہیں ۔ بس اتنا کافی ھے کہ وہ رات کو ذرا زیادہ ھوشیار رھیں ۔ کامیاب امیدوار باپ کی ان ھدایات سے بہت متاثر ھوا اور ایہہ کیو کو گاؤں سے نکلوانے کی تجویز فوراً واپس لے لی ، لیکن ساتھ ھی مسز زو کو خبردار کر دیا کہ وہ اس بات کا کہیں ذکر نہ کرے ۔

تاھم ، اگلے روز جب مسز زو اپنے نیلے اسکرٹ کو کالا رنگوانے کے لئے لے کر گئی تو اس نے ایہہ کیو کے بارے میں ان شبہات کا ذکر کر دیا لیکن اسے گاؤں سے نکلوانے کے متعلق کامیاب امیدوار کی باتیں قطعی طور پر گول کر گئی ۔ تاھم ، ایہہ کیو کے لئے یہ باتیں بھی بڑی نقصان دہ ثابت ھوئیں ۔ سب سے پہلے تو نمبردار آیا اور دروازے کا پردہ لے کر چلتا بنا ۔ ایہہ کیو نے احتجاجاً کہا بھی کہ مسز چاؤ دیکھنا چاھتی ھیں ، لیکن نمبردار نے پردہ واپس نہ کیا ، بلکہ ھر مہینے رازداری کی رشوت کا مطالبہ بھی کرنے لگا ۔ دوسری بات یہ ھوئی کہ گاؤں والوں نے اچانک اس کی عزت کرنا چھوڑ دی ۔ اگرچہ وہ اس سے بےتکلف ھونے کی جرأت اب بھی نہیں کرتے تھے پھر بھی اس سے پہلو بچانے کی ھر ممکن کوشش کرتے ۔ اور یہ بات اس خوف سے مختلف تھی جو اس کے " قتل کر دو " کہنے سے پیدا ھوا تھا ، یہ بات روحوں کے متعلق بزرگوں کی

کہاوت سے بہت مشابہت رکھتی تھی : ان سے دور دور ھی رھو ۔

کچھ آوارہ گرد جو معاملے کی تہہ تک پہنچنا چاھتے تھے ، کھوج لگانے کے لئے ایہہ کیو کے پاس گئے ۔ ایہہ کیو نے کوئی بات چھپانے کی کوشش نہ کی اور بڑے فخر کے ساتھ انہیں اپنے تجربات بتا دیئے ۔ انہیں معلوم ھو گیا کہ وہ ایک معمولی چور تھا ، دیواریں پھاندنا تو درکنار وہ سیندھ کے راستے بھی اندر نہیں جا سکتا تھا ۔ بس باھر کھڑے رہ کر چوری کا سامان سنبھالتا تھا ۔

ایک رات اس نے ایک بنڈل سنبھالا اور اس کا سردار پھر اندر چلا گیا ۔ اچانک اندر سے زبردست شور و غل سنائی دیا اور وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا ۔ اسی رات وہ شہر سے وئ چوانگ واپس آ گیا اور پھر کبھی ایسی حرکت کی جرأت نہ کی ۔ تاھم ، یہ کہانی ایہہ کیو کے لئے اور بھی مہلک ثابت ھوئی ۔ گاؤں والے اس سے دور ھی رھتے تھے کیونکہ وہ اس کی دشمنی مول نہیں لینا چاھتے تھے ، پھر کوئی یہ سوچتا بھی نہیں تھا کہ اس جیسا معمولی چور آئندہ کبھی چوری کی جرأت کرے گا ؟ اب وہ جان گئے تھے کہ حقیقت میں وہ اتنا پست ھمت ھے کہ اس سے خوف زدہ ھونے کی بھی ضرورت نہیں ۔

ساتواں باب

انقلاب

شہنشاہ شیوان تھونگ کے عہد کے تیسرے سال ، نویں مہینے کی چودہ تاریخ *۱ کو — جس روز ایہہ کیو نے چاؤ پائی یئن کے ہاتھ اپنے بٹوا فروخت کیا — آدھی رات کے وقت لمبے چوڑے سیاہ بادبان والی بڑی سی کشتی چاؤ کنبے کے گھاٹ پر آ کر رکی ۔ کشتی گھپ اندھیرے میں آئی تھی جبکہ گاؤں والے گہری نیند کے مزے لوٹ رہے تھے ۔ چنانچہ کسی کو اس کی آمد کا علم نہ ہوا ، لیکن جب پو پھٹے روانہ ہوئی تو متعدد لوگوں نے دیکھ لیا ۔ کھوج لگانے پر انکشاف ہوا کہ یہ کشتی درحقیقت کامیاب صوبائی امیدوار کی تھی !

اس واقعے سے وی چوانگ میں خاصی بےچینی پھیل گئی اور دوپہر ہوتے گاؤں والوں کے دل تیزی سے دھڑکنے لگے ۔ چاؤ کنبے والے کشتی کی آمد کے متعلق قطعی خاموشی اختیار

---

*۱ ۱۹۱۱ء کے انقلاب میں اس روز شاؤ شینگ شہر کو آزاد کرایا گیا تھا ۔

کئے ہوئے تھے ، تاہم چائے خانے اور شراب خانے کی افواہوں کے مطابق انقلابی قصبے میں داخل ہونے والے تھے اور کامیاب صوبائی امیدوار پناہ لینے کے لئے گاؤں میں آ گیا تھا ۔ صرف مسز زو کا خیال مختلف تھا ۔ اس کا کہنا تھا کہ کامیاب صوبائی امیدوار چند پرانے صندوق وی چوانگ میں رکھوانا چاہتا تھا لیکن مسٹر چاؤ نے واپس لوٹا دیئے ۔ دراصل کامیاب صوبائی امیدوار اور چاؤ کنبے کے کامیاب کاؤنٹی امیدوار کے درمیان تعلقات کچھ اچھے نہیں تھے ، چنانچہ ان سے یہ توقع عبث تھی کہ وہ مصیبت میں دوست بن جائیں گے ۔ مزید برآں ، چونکہ مسز زو ، چاؤ کنبے کے پڑوس میں رہتی تھی اور حالات سے بہتر طور پر واقف تھی ، اس لئے غالباً اس کی بات درست تھی ۔

پھر ایک افواہ یہ پھیلی کہ صوبائی امیدوار خود نہیں آیا بلکہ اس نے ایک طویل خط بھیجا تھا جس میں چاؤ کنبے سے کچھ دور پار کی رشتہ‌داری جتائی تھی ۔ اور مسٹر چاؤ نے بہت غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا تھا کہ صندوق رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ، اور اب وہ اس کی بیوی کے پلنگ تلے رکھے ہوئے تھے ۔ انقلابیوں کے متعلق کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ اسی رات قصبے میں داخل ہو گئے تھے ۔ انہوں نے شہنشاہ چھونگ چنگ *۱ کے ماتم میں سفید خود اور سفید زرہ

---

*۱ شہنشاہ چھونگ چنگ مینگ خاندان کا آخری شہنشاہ تھا ۔ اس نے ۱۶۲۸ء تا ۱۶۴۴ء حکمرانی کی تھی اور مانچو فاتحین کے پیکنگ میں داخلے سے قبل خود کشی کر لی تھی ۔

بکتر پہن رکھے تھے ۔

ایہہ کیو نے بہت پہلے سے ھی انقلابیوں کے بارے میں سن رکھا تھا ، اور اس سال انقلابیوں کو موت کے گھاٹ اترتے اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا ۔ تاھم ، چونکہ اس کے خیال میں انقلابی باغی تھے اور یہ کہ بغاوت اسے مشکلات سے دوچار کر سکتی تھی ، اس لئے وہ ان سے نفرت کرتا تھا اور دور ھی رھتا تھا ۔ کون جانتا تھا کہ وہ ایک ایسے کامیاب صوبائی امیدوار کو اس قدر خوف زدہ کر دیں گے ، تیس میل کے دائرے میں جس کی شہرت کا ڈنکا بجتا تھا ؟ نتیجتاً ایہہ کیو خوشی سے " بے خود " ھو گیا اور گاؤں والوں کو دھشت زدہ دیکھ کر تو اس کی خوشی دو چند ھو گئی ۔

" انقلاب کوئی بری بات نہیں ھے ، " ایہہ کیو نے سوچا ۔ " ان سب لوگوں کو جہنم رسید کر دیا جائے تو اچھا ھے — لعنتی ! — میں بھی انقلابیوں کے ساتھ مل جاؤں گا ۔ "

ان دنوں ایہہ کیو کی حالت پتلی تھی اور وہ شاید خاصا غیر مطمئن بھی تھا ، اس پر طرہ یہ کہ اس نے دوپہر کو خالی پیٹ شراب کے دو جام چڑھا لئے تھے ۔ نتیجہ ظاھر ھے ، جلد ھی وہ بہک گیا ۔ وہ سوچوں میں گم چلتا رھا اور ایک بار پھر یوں محسوس کرنے لگا جیسے ھوا میں اڑ رھا ھو ۔ یکایک اس پر عجیب سی کیفیت طاری ھو گئی اور اسے یوں لگا جیسے وہ خود ھی انقلابی ھو اور وی چوانگ کے تمام باشندے اس کے قیدی ھوں ۔ خوشی سے بے قابو ھر کر وہ چلانے لگا :

" بغاوت ! بغاوت ! "

تمام گاؤں والے دہشت زدہ ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگے - ایپھ کیو نے ایسی رحم طلب نگاہیں پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں - اسے ان نگاہوں سے ایسی تسکین ملی جیسی گرمیوں میں ٹھنڈے یخ پانی کے ایک گھونٹ سے ملتی ہے - وہ اور سرخوشی کے عالم میں آگے بڑھنے لگا - وہ چیخ چیخ کر کہتا جا رہا تھا :

" بہت خوب ...... میں جو چاہوں گا حاصل کر لوں گا ! میں جسے چاہوں گا پسند کر لوں گا ! "

" ترالا ، ترالا !

" افسوس میں نے نشے کے عالم میں غلطی سے اپنے پیارے بھائی چنگ کو مار ڈالا -

" افسوس میں نے مار ڈالا .... یا ، یا ، یا !

" ترالا ، ترالا ، تم تی تم تم !

" میں تمہیں فولادی گرز سے کچل دوں گا - "

مسٹر چاؤ اور ان کا بیٹا ، اپنے دروازے میں کھڑے دو رشتےداروں کے ساتھ انقلاب کی باتیں کر رہے تھے - ایپھ کیو انہیں نظر انداز کرتا ہوا گردن اکڑائے " ترالا لا ، تم تی تم ! " گاتا گزر گیا -

" کیو صاحب ! " مسٹر چاؤ نے ڈرتے ڈرتے دبے لہجے میں پکارا -

" ترالا ! " ایپھ کیو گاتا رہا ، وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس کے نام کے ساتھ " صاحب " کا لفظ بھی لگایا جا سکتا ہے - یقیناً سننے میں غلطی ہوئی ہے ، کسی اور کو

پکارا گیا ہوگا ، اور وہ محض گاتا رہا ، " ترالا لا ، تم تی تم ! "

" کیو صاحب ! "

" افسوس میں نے مار ڈالا .... "

" ایہہ کیو ! " کامیاب امیدوار کو بالآخر اس کا نام لے کر ھی پکارنا پڑا ۔ اور اس پر ایہہ کیو رک گیا ، " کیا ھے ؟ " اس نے سر گھما کر پوچھا ۔

" کیو صاحب .... اب .... " الفاظ مسٹر چاؤ کا ساتھ نہیں دے رہے تھے ۔ " کیا اب آپ امیر بن رہے ھیں ؟ "

" امیر بن رہا ھوں ؟ یقیناً ۔ میں جو چاھوں گا حاصل کر لوں گا ...... "

" ایہہ — کیو ، قبلہ ، ہم جیسے غریب دوست تو کسی شمار میں ھی نہیں ھوں گے .... " چاؤ پائی یئن نے فکر مند لہجے میں کہا ، جیسے وہ انقلابیوں کا رویہ جاننا چاھتا ھو ۔

" غریب دوست ؟ یقیناً تم مجھ سے زیادہ مالدار ھو ، " ایہہ کیو نے جواباً کہا اور وھاں سے چل دیا ۔

وہ مایوس اور گم صم کھڑے رہے ۔ پھر مسٹر چاؤ اور ان کا بیٹا گھر کے اندر چلے گئے اور شام کو چراغ جلے تک اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے ۔ چاؤ پائی یئن نے گھر پہنچتے ھی کمر سے بٹوا اتار کر بیوی کے سپرد کر دیا تا کہ اسے صندوق کی تہہ میں چھپا دیا جائے ۔

کچھ دیر تک تو ایہہ کیو کو یہی محسوس ھوتا رہا کہ وہ ھوا میں اڑ رہا ھے ، لیکن تولیتی دیوتا کے مندر تک پہنچتے پہنچتے وہ حواس میں آچکا تھا ۔ اس شام مندر کا بوڑھا نگران

بھی غیرمتوقع طور پر مہربان تھا - اس نے ایہہ کیو کو چائے پیش کی - ایہہ کیو نے اس سے دو روٹیاں مانگیں اور روٹی کھانے کے بعد نگران سے چار اونس کی استعمال شدہ موم بتی اور ایک شمعدان کا مطالبہ جڑ دیا - اس نے موم بتی جلائی اور اپنے چھوٹے سے کمرے میں لیٹ گیا - وہ غیر معمولی طور پر تازہ دم اور خوش تھا - موم بتی جل رہی تھی اور اس کے رقصاں شعلے کے ساتھ ایہہ کیو کے تصورات محو پرواز تھے -

" بغاوت ؟ اچھا خاصا شغل رہے گا ...... انقلابیوں کا ایک گروہ آئے گا - سب نے سفید خود اور زرہ بکتر پہن رکھے ہوں گے - وہ تلواروں ، فولادی گرزوں ، بموں ، غیر ملکی بندوقوں ، نوکدار دو دھاری چاقوؤں اور ھکوں والے نیزوں سے مسلح ہوں گے - وہ تولیتی دیوتا کے مندر میں آ کر پکاریں گے ، ' ایہہ کیو ! ہمارے ساتھ آؤ ، ہمارے ساتھ آؤ ! ' اور پھر میں ان کے ساتھ چل دوں گا ......

" پھر ان سب گاؤں والوں کی حالت قابل رحم ہوگی ، وہ گھٹنوں کے بل جھکے رحم کی بھیک مانگ رہے ہوں گے ، ' ایہہ کیو ، ہمیں معاف کر دو - ' لیکن ان کی سنے گا کون ! سب سے پہلے چھوٹے ڈی اور مسٹر چاؤ کو موت کے گھاٹ اتارا جائے گا ، پھر کامیاب کاؤنٹی امیدوار اور بناسپتی غیر ملکی شیطان کی باری آئے گی ...... خیر ، چند ایک کو معاف کر دوں گا - دڑھیل وانگ کو میں شاید معاف کر دیتا لیکن اب تو اسے بھی ......

" چیزیں ...... میں سیدھے جا کر صندوق کھولوں گا :

چاندی کی اینٹیں ، غیر ملکی سکے ، غیر ملکی چھینٹ کی جیکٹیں . . . . . .
سب سے پہلے میں کامیاب کاؤنٹی امیدوار کی بیوی کا نینگپو پلنگ اٹھوا کر مندر میں لاؤں گا ، چھیئن کنبے کی میزیں اور کرسیاں بھی لے آؤں گا — یا صرف چاؤ کنبے کی میز کرسیاں ھی استعمال کروں گا ۔ میں خود تو ایک انگلی بھی نہیں ھلاؤں گا ، بس چھوٹے ڈی کو حکم دوں گا کہ وہ یہ سامان اٹھا کر لائے اور جلدی کام کرے ورنہ اس کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کروں گا . . . . . .

" چاؤ سی چیین کی چھوٹی بہن بہت بدصورت ھے ۔ چند برسوں کے بعد مسز زو کی لڑکی قابل غور ھو سکتی ھے ۔ بناسپتی غیر ملکی شیطان کی بیوی ایسے شخص کے ساتھ سوتی ھے جس کی چوٹی نہیں ، ھا ھا ! وہ ایک اچھی عورت نہیں ھو سکتی ! کامیاب کاؤنٹی امیدوار کی بیوی کے پپوٹوں پر داغ ھیں ۔ . . . . . .
میں نے ایک عرصے سے آماہ وو کو نہیں دیکھا ، پتہ نہیں وہ کہاں ھے — افسوس ، اس کے پاؤں بہت بڑے ھیں ۔ "

کسی تسلی بخش نتیجے پر پہنچنے سے پہلے ھی وہ خراٹے لینے لگا ۔ چار اونس کی موم بتی ابھی صرف آدھ انچ جلی تھی ۔ اس کا بل کھاتا سرخ شعلہ ایہہ کیو کے کھلے ھوئے منہ کو روشن کر رھا تھا ۔

" ھو ، ھو ! " یکایک ایہہ کیو چلایا اور سر اٹھا کر وحشت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا ، اور پھر چار اونس کی موم بتی کو دیکھ کر دو بارہ لیٹ گیا اور نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا ۔

صبح وہ بہت دیر سے اٹھا اور گلی میں نکلا تو سب کچھ معمول کے مطابق تھا - اسے بھوک لگ رہی تھی - اس نے دماغ پر زور دیا لیکن کچھ نہ سوچ سکا - پھر اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں ابھرا اور وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا - پتہ نہیں کوئی منصوبہ تھا یا محض اتفاق کہ وہ خاموش تزکیۂ نفس کے مندر کے سامنے پہنچ گیا -

سفید دیواروں اور چمکیلے سیاہ دروازے والا مندر گزشتہ موسم بہار کی مانند پرسکون تھا - ایک لمحہ رک کر اس نے دروازے پر دستک دی اور ساتھ ہی اندر سے کتے کے بھونکنے کی آواز آنے لگی - اس نے جلدی سے ٹوٹی ہوئی اینٹ کے ٹکڑے اٹھائے اور آگے بڑھ کر پھر زور سے دستک دی - وہ اتنی دیر تک کھٹکھٹاتا رہا کہ سیاہ دروازے پر نشان پڑ گئے ، آخرکار اندر سے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی - کوئی دروازہ کھولنے آرہا تھا -

ایہہ کیو نے جلدی سے اینٹ کے ٹکڑے سنبھالے اور ٹانگیں پھیلا کر کھڑا ہو گیا - وہ کالے کتے سے جنگ کے لئے باقاعدہ تیار تھا - مندر کا دروازہ کھلنے کی چرچراہٹ سنائی دی لیکن کالا کتا باہر نہیں نکلا - اس نے اندر جھانکا تو صرف بوڑھی راہبہ نظر آئی -

”تم پھر یہاں کیوں آ گئے ؟ “ اس نے حیران ہو کر پوچھا -

”انقلاب آ گیا ہے ...... کیا تمہیں معلوم نہیں ؟ “

ایہہ کیو نے مبہم سا جواب دیا -

" انقلاب ، انقلاب ...... یہاں تو پہلے ہی ایک انقلاب آچکا ہے ، " بوڑھی راہبہ نے کہا - رونے کے باعث اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں - " اب تمہارے انقلابی ہم سے کیا چاہتے ہیں ؟ "

" کیا ؟ " ایہہ کیو نے حیرانی سے پوچھا -

" کیا تمہیں معلوم نہیں ؟ انقلابی پہلے ہی یہاں آچکے ہیں ! "

" کون ؟ " ایہہ کیو کو مزید حیرت ہوئی -

"کامیاب کاؤنٹی امیدوار اور بناسپتی غیر ملکی شیطان - "

ایہہ کیو کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے - وہ اپنی حیرت پر قابو نہ پا سکا - جب بوڑھی راہبہ نے دیکھا کہ اس کی طراری ختم ہو چکی ہے تو اس نے فوراً دروازہ بند کر لیا اور جب ایہہ کیو نے دوبارہ دھکا دیا تو دروازہ ہلا بھی نہیں - وہ دروازہ کھٹکھٹاتا رہا لیکن جواب ندارد -

یہ واقعہ صبح پیش آیا تھا - چاؤ کنبے میں کامیاب کاؤنٹی امیدوار کو فوراً ہی خبر مل گئی اور جونہی اسے معلوم ہوا کہ انقلابی رات کو قصبے میں داخل ہو چکے ہیں تو اس نے اپنی چٹیا سر پر لپیٹی اور پہلا کام یہ کیا کہ چھیئن کنبے میں جاکر بناسپتی غیر ملکی شیطان سے ملاقات کی ، حالانکہ ان دونوں کے تعلقات کبھی بھی اچھے نہیں رہے تھے - چونکہ ہر کسی کے لئے موقع تھا کہ وہ اصلاح کے لئے کام کرے ، اس لئے دونوں میں بڑی خوشگوار بات چیت ہوئی - وہ جلد ہی ہم خیال کامریڈ بن گئے اور عہد کر لیا کہ وہ انقلابی بنیں گے -

کچھ دیر سوچ بچار کے بعد انہیں یاد آیا کہ خاموش تزکیۂ نفس کے مندر میں ایک شاھی کتبہ ھے جس پر " شہنشاہ زندہ باد " لکھا ھوا ھے ، اس سے فوری چھٹکارا حاصل کرنا چاھیئے - چنانچہ انہوں نے مندر میں جا کر انقلابی سرگرمیوں کا آغاز کرنے میں ذرا بھی تامل نہ کیا - بوڑھی راھبہ نے انہیں روکنے اور کچھ کہنے کی کوشش کی ، تو انہوں نے اسے سانچو حکومت تصور کیا اور چھڑی اور مکوں سے اس کے سر پر کئی ضربیں لگائیں - راھبہ نے ان کے جانے کے بعد اپنے حواس مجتمع کئے اور ارد گرد کا جائزہ لیا - قدرتی بات ھے کہ شاھی کتبہ ٹکڑے ٹکڑے ھو چکا تھا اور رحم کی دیوی کوان ین کے معبد کے سامنے پڑا ھوا قیمتی شیوان تہہ اگردان *۱ بھی غائب ھو چکا تھا -

ایہہ کیو کو یہ باتیں بعد میں معلوم ھوئیں - اسے بڑا افسوس ھوا کہ وہ اس وقت سو رھا تھا اور اس بات پر غصہ بھی آیا کہ وہ اسے بلانے کیوں نہیں آئے - پھر وہ خود سے گویا ھوا ، " ممکن ھے انہیں علم نہ ھو کہ میں بھی انقلابیوں میں شامل ھو چکا ھوں - "

---

*۱ کانسی کے یہ آرائشی اگردان مینگ عہد کے شیوان تہہ دور (۱۴۲٦ء - ۱۴۳۵ء) میں بنائے جاتے تھے -

آٹھواں باب

انقلاب میں شرکت پر پابندی

وی چوانگ میں زندگی معمول پر آتی جا رہی تھی ۔ لوگوں کو جو خبریں ملی تھیں ان کے مطابق اگرچہ انقلابی قصبے میں داخل ہو چکے تھے ، تاہم ان کی آمد سے کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا ۔ مجسٹریٹ اب بھی سب سے بڑا حاکم تھا ، صرف اس کے عہدے کا نام بدل گیا تھا ۔ کامیاب صوبائی امیدوار کو بھی کوئی عہدہ مل گیا تھا ۔ وی چوانگ کے باشندوں کو ایسے نام اچھی طرح یاد نہیں رہتے تھے — بس ایک قسم کا سرکاری عہدہ ۔ فوج کا سربراہ بھی وہی پرانا کپتان تھا ۔ تشویش کی بات صرف یہ تھی کہ بعض برے انقلابیوں نے آمد کے ایک دن بعد لوگوں کی چوٹیاں کاٹ کر گڑبڑ پیدا کی تھی ۔ کہا جاتا ہے ساتھ والے گاؤں کا ”سات پونڈ“ نامی ملاح ان کے ہتھے چڑھ گیا اور اب تو وہ پہچانا بھی نہیں جاتا تھا ۔ تاہم یہ خطرہ کوئی زیادہ سنگین نہ تھا کیونکہ وی چوانگ کے لوگ شاذونادر ہی شہر جاتے تھے اور جو لوگ شہر جانے کا سوچ رہے تھے انہوں نے اس خطرہ سے بچنے کے لئے ارادہ بدل دیا تھا ۔ ایہہ

کیو بھی پرانے دوستوں سے ملاقات کے لئے شہر جانا چاھتا تھا لیکن جونہی اس نے یہ خبر سنی فوراً ارادہ ترک کر دیا ۔

تاهم ، یہ کہنا غلط ہوگا کہ وی چوانگ میں کوئی اصلاح نہیں ہوئی ۔ اگلے چند دنوں میں سر پر چوٹی لپیٹنے والوں کی تعداد بتدریج بڑھتی گئی اور جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ھے پہلا شخص جس نے یہ کام کیا وہ ظاھر ھے کہ کامیاب کاؤنٹی امیدوار تھا ۔ اس کے بعد چاؤ سی چھن اور چاؤ پائی ینن نے چوٹیاں لپیٹیں اور پھر ایہہ کیو نے بھی چوٹی لپیٹ لی ۔ گرمیاں ھوتیں اور ھر کوئی اپنی چوٹی سر پر لپیٹ لیتا یا اسے گرہ لگا لیتا تو زیادہ حیران کن بات نہ سمجھی جاتی ، لیکن یہ اواخر خزاں کے دن تھے اور جن لوگوں نے چوٹیاں سر پر لپیٹ کر گرمیوں کے اس عمل کی خزاں میں پابندی کی تھی ان کا یہ اقدام جرأت مندانہ فیصلے سے کم نہ تھا ، اور جہاں تک وی چوانگ کی بات ھے ، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اصلاحات سے غیر متعلق رھا ۔

جب چاؤ سی چھن گردن کا پچھلا حصہ ننگا کئے ہوئے آیا تو لوگوں نے کہا ، "واہ ! دیکھو یہ ھے انقلابی !"

ایہہ کیو نے یہ بات سنی تو بہت متاثر ھوا ۔ اگرچہ اس نے بہت پہلے سن رکھا تھا کہ کامیاب کاؤنٹی امیدوار چوٹی سر پر لپیٹے لگا ھے ، لیکن خود اسے یہ کبھی نہیں سوجھا تھا کہ وہ بھی ایسا ھی کرے ۔ اب جو اس نے دیکھا کہ چاؤ سی چھن نے بھی چوٹی سر پر لپیٹ لی ھے تو اس نے بھی چوٹی سر پر لپیٹنے کا فیصلہ کر لیا ۔ اس نے چوٹی کو بل دینے کے لئے بانس کی چفتی استعمال کی ۔ کچھ پس و پیش کے بعد وہ بالآخر جرأت کر

کے باہر آ ہی گیا ۔

وہ گلی سے گزر رہا تھا تو لوگوں نے اسے دیکھا لیکن کسی نے بھی کوئی بات نہ کہی ۔ پہلے تو ایہہ کیو کو یہ صورت حال سخت ناگوار گزری ، پھر غصہ آگیا ۔ ان دنوں وہ بہت جلد آپے سے باہر ہو جایا کرتا تھا ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اب اس کی زندگی اتنی دشوار نہیں تھی جتنی کہ انقلاب سے پہلے تھی ۔ لوگ اس کے ساتھ ملائمت سے پیش آتے تھے اور دکاندار اب نقد ادائیگی پر اصرار نہیں کرتے تھے ۔ پھر بھی ایہہ کیو غیر مطمئن تھا ۔ اس کا خیال تھا کہ انقلاب آچکا ہے اس لئے حالات مزید بہتر ہونے چاہئیں ۔ ایسے میں اس کی نظر چھوٹے ڈی پر پڑی تو اس کا پارہ اور بھی چڑھ گیا ۔

چھوٹے ڈی نے بھی اپنی چوٹی سر پر لپیٹ رکھی تھی اور طرہ یہ کہ وہ بانس کی چفتی بھی لگائے ہوئے تھا ۔ ایہہ کیو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ چھوٹا ڈی ایسی جرأت کرے گا ۔ صورت حال یقیناً اس کی برداشت سے باہر تھی ! چھوٹا ڈی چیز کیا تھا ؟ اس کے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ اسے وہیں پکڑ لے ، اس کی بانس کی چفتی توڑ ڈالے ، چوٹی کھول دے اور اس کے منہ پر کئی تھپڑ لگائے اور اسے اپنی اوقات بھولنے اور انقلابی بننے کی جسارت کا مزہ چکھا دے ۔ لیکن پھر قہرآلود نظروں سے دیکھ کر ، زمین پر تھوکتے ہوئے زور سے "پھو !" کہا اور اسے معاف کر دیا ۔

گزشتہ چند دنوں میں صرف بناسپتی غیر ملکی شیطان ہی شہر گیا تھا ۔ چاؤ کنبے کے کامیاب کاؤنٹی امیدوار نے بھی سوچا

کہ صندوقوں کے بہانے کامیاب صوبائی امیدوار سے ملاقات کر آئے لیکن چوٹی کٹ جانے کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے اس نے سفر کا خیال دل سے نکال دیا۔ اس نے ایک بڑا ہی عاجزانہ خط لکھ کر بناسپتی غیر ملکی شیطان کو دیا کہ شہر لے جائے ۔ اس نے بناسپتی غیر ملکی شیطان سے یہ بھی التجا کی کہ ” آزادی پارٹی “ میں شمولیت کے لئے اس کا تعارف کرائے ۔ جب بناسپتی غیر ملکی شیطان واپس آیا تو اس نے کامیاب کاؤنٹی امیدوار سے چار ڈالر طلب کئے اور اس کے بعد کامیاب کاؤنٹی امیدوار نے چھاتی پر آڑو کی شکل کا ایک نقرئی بلا لگانا شروع کر دیا ۔ وی چوانگ کے سارے باشندے بےحد مرعوب ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ ” پرسی‌من آئل پارٹی “ *۱ کا نشان ہے جو ھان لین*۲ سند کے برابر ہے ۔ نتیجتاً مسٹر چاؤ کا وقار اچانک بڑھ گیا ۔ وقار میں یہ اضافہ اس سے کہیں زیادہ تھا جب اس کے بیٹے نے افسری کا امتحان پاس کیا تھا ۔ چنانچہ وہ ہر کسی کو حقارت سے دیکھنے لگا اور ایہہ کیو کو دیکھتا تو محض نظر انداز کر دیتا تھا ۔

ایہہ کیو کو اس بات کا سخت رنج تھا کہ اسے مسلسل نظر انداز کیا جا رہا تھا ۔ لیکن جب اس نے آڑو کی شکل کے نقرئی بلا کے بارے میں سنا تو فوراً سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ سرد مہری

*۱ آزادی پارٹی کو ” زی یو تانگ “ کہا جاتا تھا ۔ دیہاتی ” آزادی“ کا مطلب نہ سمجھتے ہوئے زی یو کو شی یو میں بدل دیتے تھے جس کا مطلب ” پرسی‌من آئل “ ہوتا تھا ۔

*۲ چھینگ عہد (۱٦۴۴ء - ۱۹۱۱ء) میں اعلیٰ ترین ادبی سند ۔

کیوں برتی جا رھی تھی - صرف یہ کہہ دینا کہ میں انقلابیوں کے ساتھ ھوں ، انقلابی بننے کے لئے کافی نہیں - اور نہ ھی یہ کافی ھے کہ محض چوٹی سر پر لپیٹ لی جائے - اھم ترین بات یہ ھے کہ انقلابی پارٹی سے رابطہ قائم کیا جائے - اپنی پوری زندگی میں اس نے صرف دو انقلابی دیکھے تھے - ایک جو قصبے میں پہلے ھی جان دے چکا تھا اور دوسرا بناسپتی غیر ملکی شیطان تھا - اگر اس نے بناسپتی غیر ملکی شیطان کے ساتھ فوری طور پر معاملہ طے نہ کیا تو اس کے لئے کوئی راستہ باقی نہیں رھے گا -

اتفاق سے چھیئن منزل کا بڑا دروازہ کھلا تھا - ایہہ کیو ڈرتے ڈرتے اندر داخل ھو گیا - اندر پہنچتے ھی وہ ششدر رہ گیا - سامنے بناسپتی غیر ملکی شیطان سیاہ لباس پہنے صحن کے بیچوں بیچ کھڑا تھا - لباس یقیناً غیر ملکی تھا - اس نے نقرئی بلا بھی لگا رکھا تھا - اس کے ھاتھ میں چھڑی تھی جس کا مزہ ایہہ کیو پہلے ھی چکھ چکا تھا - ھاتھ بھر لمبے بال جو اس نے پھر بڑھا لئے تھے ، سینٹ لیو* ۱ کی مانند اس کے کندھوں پر پھیلے ھوئے تھے - چاؤ پائی یئن اور تین آوارہ گرد مودب کھڑے اس کی باتیں سن رھے تھے -

ایہہ کیو پنجوں کے بل چلتا ھوا آگے بڑھا اور چاؤ پائی یئن کے پیچھے کھڑا ھو گیا - وہ سلام کرنا چاھتا تھا لیکن سمجھ

---

*۱ چین کی لوک داستانوں کا ایک لافانی کردار جس کے بال لہراتے رھتے ھیں -

نہیں پا رہا تھا کہ کیا کہے ۔ ظاہر ہے وہ اس شخص کو " بناسپتی غیر ملکی شیطان " کہہ کر نہیں پکار سکتا تھا ۔ اور نہ ہی " غیر ملکی " یا " انقلابی " کہنا مناسب تھا ۔ شاید " مسٹر غیر ملکی " کہنا عین مناسب تھا ۔

لیکن مسٹر غیر ملکی نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں ۔ وہ آنکھیں اوپر کئے بڑی محویت سے باتیں کر رہا تھا :

" میں اتنا جلد باز ہوں کہ جب ہماری ملاقات ہوئی تو میں یہی کہتا رہا ، ' ہونگ صاحب ! ہمیں اس کا آغاز کر دینا چاہیئے ! ' لیکن اس نے بس یہی جواب دیا ' NO ! ' — یہ ایک غیر ملکی لفظ ہے جسے تم لوگ نہیں سمجھ سکتے ۔ ورنہ ہم بہت پہلے کامیاب ہو چکے ہوتے ۔ وہ کتنا محتاط ہے یہ اس کی ایک مثال ہے ۔ اس نے مجھے بار بار ہو پے جانے کے لئے کہا ، لیکن میں تیار نہ ہوا ۔ ایک چھوٹے سے ضلعی قصبے میں کام کرنا کون پسند کرے گا ؟ . . . . . . "

" ار ۔ ار ۔ " ایہہ کیو انتظار میں تھا کہ وہ رکے تو وہ بھی کچھ کہے ۔ آخر وہ ہمت کرکے بول ہی پڑا ، لیکن نہ جانے کس وجہ سے وہ اب بھی اسے مسٹر غیر ملکی کہہ کر نہ پکار سکا ۔

چاروں افراد جو ہمہ تن گوش تھے ، مڑ کر حیرت سے ایہہ کیو کو دیکھنے لگے ۔ مسٹر غیر ملکی نے بھی پہلی بار اس کی طرف دیکھا ۔

" کیا ہے ؟ "

" میں . . . . . . "

"نکل جاؤ !"

"میں شامل ہونا چاہتا ہوں ...."

"بھاگ جاؤ !" مسٹر غیر ملکی نے "ماتمی چھڑی" بلند کرتے ہوئے کہا ۔

اب چاؤ پائی یئن اور دوسرے لوگ چلا کر بولے ، "تم سن نہیں رہے ، مسٹر چھیئن تمہیں نکل جانے کو کہہ رہے ہیں !"

ایہہ کیو نے ہاتھ سر پر رکھے اور یہ جانے بغیر کہ وہ کیا کر رہا ہے ، دروازے سے بھاگ نکلا ۔ لیکن اس بار مسٹر غیر ملکی نے اس کا پیچھا نہیں کیا ۔ تقریباً ساٹھ قدم بھاگنے کے بعد ایہہ کیو کی رفتار سست پڑ گئی اور وہ سخت پریشان ہو گیا کہ اگر مسٹر غیر ملکی نے اسے انقلابی بننے کی اجازت نہ دی تو اس کے لئے کوئی دوسرا راستہ نہیں رہے گا ۔ آئندہ وہ کبھی یہ امید نہیں کر سکے گا کہ سفید خود اور سفید زرہ بکتر پوش اسے بلانے آئیں گے ۔ اس کی امنگیں ، مقصد ، امیدیں اور مستقبل غرض سب کچھ ایک دم خاک میں مل گیا تھا ۔ یہ حقیقت محض ثانوی حیثیت رکھتی تھی کہ ممکن ہے لوگ یہ خبر پھیلادیں اور وہ چھوٹے ڈی اور دڑھیل وانگ ایسے لوگوں کے لئے تفریح کا سامان بن جائے ۔

وہ پہلے کبھی اتنا زیادہ بےمزہ نہیں ہوا تھا ۔ اب تو چوٹی سر پر لپیٹنا بھی اسے بیکار اور مضحکہ خیز لگتا تھا ۔ وہ انتقاماً فوراً چوٹی کھول دینا چاہتا تھا ، لیکن اس نے ایسا نہ کیا ۔ شام تک وہ آوارگی کرتا رہا ۔ شراب کے دو جام ادھار پینے کے بعد وہ قدرے بہتر محسوس کرنے لگا اور تخیل میں ایک بار پھر

دھندلے دھندلے سفید خود اور سفید زرہ بکتریں دیکھنے لگا ۔

ایک دن وہ رات گئے تک آوارگی کرتا رہا ۔ جب شراب خانہ بھی بند ہونے لگا تو وہ تولیتی دیوتا کے مندر کی طرف چل دیا ۔

" ٹھا — ٹھوں ! "

اچانک اسے غیر معمولی سی آواز سنائی دی جو پٹاخوں کی آواز یقیناً نہیں تھی ۔ ایہہ کیو جو ہمیشہ سے ہلے گلے کا شوقین تھا اور دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑا کر خوش ہوتا تھا ، شور کا سبب دریافت کرنے کے لئے اندھیرے میں باھر نکلا تو اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی ۔ ابھی وہ احتیاط سے آواز سن ھی رہا تھا کہ اچانک کوئی شخص بھاگتا ہوا اس کے قریب سے گزرا اور ایہہ کیو نے دیکھتے ھی اس کا تعاقب شروع کر دیا ۔ جہاں وہ شخص مڑتا ، ایہہ کیو بھی مڑ جاتا ۔ ایک موڑ مڑنے کے بعد جب وہ شخص رکا تو ایہہ کیو بھی رک گیا ۔ اس نے دیکھا تو پیچھے کوئی بھی نہیں تھا ۔ اور وہ شخص چھوٹا ڈی تھا ۔

" کیا گڑبڑ ھے ؟ " ایہہ کیو نے کرختگی سے پوچھا ۔

" چاؤ . . . . . . چاؤ کنبے کو لوٹ لیا گیا ھے ، " چھوٹے ڈی نے ھانپتے ہوئے جواب دیا ۔

ایہہ کیو کا دل دھک دھک کرنے لگا ۔ یہ بتانے کے بعد چھوٹا ڈی وھاں سے چل دیا ۔ ایہہ کیو بھاگنے لگا ۔ دو تین بار وہ رکا بھی ۔ وہ خود بھی یہ کام کر چکا تھا ، اس لئے غیر معمولی جرأت محسوس کر رہا تھا ۔ گلی کا کونہ مڑتے ہوئے اس

نے غور کیا تو کچھ شور شرابا سنائی دیا ، اس نے احتیاط سے ادھر ادھر دیکھا اور اسے یوں لگا جیسے وہ سفید خود اور سفید زرہ بکتر والے بہت سے افراد کو دیکھ رہا ہے ، جو صندوق ، فرنیچر ، حتیٰ کہ کامیاب کاؤنٹی امیدوار کی بیوی کا ننگپو پلنگ بھی اٹھائے لئے جا رہے ہیں ۔ تاہم وہ انہیں صاف طور پر نہ دیکھ سکا ۔ وہ ان کے قریب جانا چاہتا تھا ، لیکن اس کے پاؤں زمین میں گڑ کر رہ گئے تھے ۔

اس رات چاند نہیں نکلا تھا اور وی چوانگ گھپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا ۔ اتنا پرسکون ، جیسے قدیم وقتوں کے شہنشاہ فو شی*۱ کا پرامن زمانہ ہو ۔ ایہہ کیو وہاں کھڑے کھڑے اکتا گیا ۔ اب ہر شے حسب معمول دکھائی دے رہی تھی ۔ دور لوگ آجا رہے تھے ، انہوں نے مختلف چیزیں اٹھا رکھی تھیں ۔ صندوق ، فرنیچر ، کامیاب کاؤنٹی امیدوار کی بیوی کا نینگپو پلنگ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہاں تک کہ اسے اپنی آنکھوں پر اعتبار نہ رہا ۔ لیکن وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ ان کے قریب نہیں جائےگا ، اور پھر واپس مندر میں آ گیا ۔

تولیتی دیوتا کے مندر میں اندھیرا کچھ زیادہ ہی تھا ۔ بڑا دروازہ بند کرنے کے بعد وہ راستہ ٹٹولتا ہوا اپنے کمرے تک پہنچا ، کچھ دیر کمر سیدھی کرنے کے بعد اس نے اپنے آپ کو خاصا پرسکون محسوس کیا اور سوچنے لگا کہ اس واقعے سے وہ خود کس حد تک متاثر ہوا ہے ۔ سفید خودوں اور سفید زرہ

---

*۱ چین کا ایک اولین افسانوی بادشاہ ۔

بکتروں والے لوگ یقیناً آئے ھیں ، لیکن انہوں نے اسے نہیں بلایا ۔ وہ بہت ساری چیزیں لے گئے ھیں ، لیکن ان میں اس کا کوئی حصہ نہیں — یہ سب بناسپتی غیر ملکی شیطان کی کارستانی تھی جس نے اسے انقلاب میں شامل ھونے سے روک دیا تھا ۔ ورنہ وہ اس دفعہ اپنا حصہ وصول کرنے میں کیوں ناکام رھتا ؟

ایہہ کیو جتنا زیادہ سوچ رھا تھا ، اتنا ھی اس کا پارہ چڑھتا جا رھا تھا ۔ یہاں تک کہ وہ انگاروں پہ لوٹنے لگا ۔ " ھاں ، میرے لئے تو کوئی بغاوت نہیں ، صرف تمہارے ھی لئے ھے ، اں ؟ " وہ غصے میں سر ھلا ھلا کر چلانے لگا ۔ " او بناسپتی غیر ملکی شیطان ، لعنت ھو تم پر — ٹھیک ھے ، تم ھی باغی بنو ! باغی کی سزا یہ ھے کہ اس کا سر قلم کر دیا جاتا ھے ۔ میں مخبر بن جاؤں گا ۔ سر قلم کرنے کے لئے تمہیں شہر لے جایا جائے گا اور میں تماشا دیکھوں گا — تمہیں اور تمہارے سارے کنبے کو — قتل کر دو ، قتل کر دو ! "

نواں باب

شاندار انجام

چاؤ کنبے کے لٹنے پر وی چوانگ کے بیشتر لوگ خوش بھی تھے اور خوف‌زدہ بھی ۔ اور ایہہ کیو اس سے مستثنیٰ نہیں تھا ۔ لیکن چار دن بعد اچانک ایہہ کیو کو آدھی رات کے وقت گھسیٹ کر شہر پہنچا دیا گیا ۔ رات بہت اندھیری تھی ۔ فوجیوں کا ایک دستہ ، ملیشیا کا ایک دستہ ، پولیس کا ایک دستہ اور پانچ خفیہ پولیس والے خاموشی سے وی چوانگ میں داخل ہوئے اور انھوں نے تاریکی کے پردے میں تولیتی دیوتا کے مندر کو گھیرے میں لے لیا اور دروازے کے عین سامنے مشین گن نصب کر دی ۔ لیکن ایہہ کیو باہر نہ نکلا ۔ کافی دیر تک مندر میں کوئی ہلچل پیدا نہ ہوئی ۔ کپتان بےچین ہو گیا اور اس نے بیس ہزار سکوں کے انعام کا اعلان کر دیا ۔ اس پر ملیشیا کے دو افراد خطرہ مول لیتے ہوئے دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے ۔ اندر سے ان کا تعاون حاصل ہونے پر دوسرے لوگ بھی مندر میں گھس گئے اور ایہہ کیو کو گھسیٹ کر باہر لے آئے ۔ لیکن جب تک کہ اسے مندر سے نکال کر مشین گن

کے قریب نہ لے آیا گیا ، اسے کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا ہو رہا ھے -

شہر پہنچتے پہنچتے دوپہر ہو چکی تھی - ایہہ کیو کو ایک شکستہ سی سرکاری عمارت میں لے جایا گیا اور پانچ چھ موڑ مڑنے کے بعد ایک چھوٹے سے کمرے میں دھکیل دیا گیا - ابھی وہ پوری طرح سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ چوبی جنگلے والا دروازہ کھٹ سے بند ہو گیا - کمرہ تین دیواروں پر مشتمل تھا - اس نے بغور دیکھا تو ایک کونے میں دو اور آدمی بھی بیٹھے تھے -

اگرچہ ایہہ کیو کچھ بےکلی محسوس کر رہا تھا ، لیکن بہت زیادہ پریشان نہ تھا کیونکہ تولیتی دیوتا کے مندر کا کمرہ جس میں وہ سوتا تھا ، کسی صورت بھی اس کمرے سے بہتر نہ تھا - وہ دونوں آدمی بھی دیہاتی دکھائی دیتے تھے - رفتہ رفتہ وہ اس کے ساتھ باتیں کرنے لگے - ایک نے بتایا کہ کامیاب صوبائی امیدوار اس سے اس کے دادا کے زمانے کا لگان وصول کرنا چاھتا تھا - دوسرے کو معلوم ھی نہیں تھا کہ اسے وھاں کیوں لایا گیا تھا - جب انہوں نے ایہہ کیو سے پوچھا تو اس نے صاف صاف بتا دیا ، ” کیونکہ میں بغاوت کرنا چاھتا تھا - “

اسی سہ پہر اسے جنگلے والے دروازے سے گھسیٹ کر باھر نکالا گیا اور ایک بڑے ھال میں پہنچا دیا گیا - ھال کے دوسرے سرے پر گھٹے ہوئے سر والا ایک بوڑھا بیٹھا تھا - پہلے تو ایہہ کیو اسے کوئی راھب سمجھا لیکن جب اس نے محافظ سپاھیوں اور دونوں جانب کھڑے لمبے کوٹوں والے درجن بھر افراد

کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ وہ کوئی اہم شخص ہے ۔ لمبے کوٹوں والوں میں سے بعض کے سر بوڑھے کی طرح گھٹے ہوئے اور بعض کے کندھوں پر بناسپتی غیر ملکی شیطان کی مانند ھاتھ بھر لمبے بال جھول رہے تھے ، ان کے چہرے کرخت تھے اور وہ قہرآلود نگاھوں سے اسے دیکھ رہے تھے ۔ اچانک اس کے گھٹنوں کے جوڑ ڈھیلے پڑ گئے اور وہ ڈھیر ہو گیا ۔

" کھڑے ہو کر بولو ! گھٹنوں کے بل مت جھکو ! " لمبے کوٹوں والے تمام آدمی یک زبان ہو کر چیخے ۔

ایہ کیو سمجھ گیا لیکن اس میں کھڑے ہونے کی سکت ھی نہیں رھی تھی ۔ پہلے اس کا جسم خودبخود اکڑوں حالت میں آیا اور پھر وہ بالکل ھی ڈھیر ہو گیا ۔

" غلام ! . . . . . . " لمبے کوٹوں والوں کے لہجے میں حقارت تھی ۔ خیر ، انہوں نے پھر اسے کھڑے ہونے کے لئے نہ کہا ۔

" سچ سچ بتا دو تو تمہیں کم سزا دی جائے گی ۔ " گھٹے ہوئے سر والا بوڑھا بولا ۔ اس کی آواز دھیمی لیکن صاف تھی اور نظریں ایہ کیو پر جمی ہوئی تھیں ۔ " مجھے پہلے ھی سب کچھ معلوم ہے ، اعتراف کر لو تو تمہیں چھوڑ دوں گا ۔ "

" اعتراف کرو ! " لمبے کوٹوں والے چلائے ۔

" حقیقت یہ ہے کہ میں . . . . آنا چاھتا تھا . . . . . . " ایہ کیو نے لمحے بھر کے الجھاؤ کے بعد اٹک اٹک کر جواب دیا ۔

" پھر تم آئے کیوں نہیں ؟ " بوڑھے نے ملائمت سے پوچھا ۔

" بناسپتی غیر ملکی شیطان نے مجھے آنے نہ دیا ! "

" بکواس ! اب ایسی باتوں کا وقت گزر چکا ، تمہارے ساتھی کہاں ہیں ؟ "

" جی ؟ ...... "

" وہ لوگ جنہوں نے اس رات چاؤ کنبے کو لوٹا ۔ "

" وہ مجھے بلانے ہی نہیں آئے ۔ وہ خود ہی چیزیں اٹھا کر لے گئے ۔ " اس ذکر پر ایہہ کیو کو غصہ آ گیا ۔

" وہ کہاں گئے ؟ مجھے یہ بتا دو تو تمہیں چھوڑ دوں گا ۔ " بوڑھے نے اور زیادہ نرمی اختیار کرتے ہوئے بات دوہرائی ۔

"میں نہیں جانتا ...... وہ مجھے بلانے ہی نہیں آئے ...... "

بوڑھے کے اشارے پر ایہہ کیو کو گھسیٹ کر دوبارہ جنگلے والے کمرے میں بند کر دیا گیا ۔ اگلی صبح اسے پھر باہر لایا گیا ۔

بڑے ہال میں ہر چیز ویسی ہی تھی ۔ گھٹے ہوئے سر والا بوڑھا اسی طرح وہاں بیٹھا تھا ۔ ایہہ کیو پہلے کی طرح پھر گھٹنوں کے بل جھک گیا ۔

" تمہیں کچھ اور کہنا ہے ؟ " بوڑھے نے ملائمت سے پوچھا ۔

ایہہ کیو نے سوچا کہ مزید کہنے کے لئے کچھ ہے ہی نہیں ، اور جواب دے دیا ، " نہیں ۔ "

تب ایک لمبے کوٹ والا کاغذ اور موقلم لئے ہوئے ایہہ کیو کے قریب آیا اور موقلم اس کے ہاتھ میں تھمانے کی کوشش کی جس پر ایہہ کیو خوف سے پیلا پڑ گیا ، کیونکہ زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ اس کے ہاتھ نے موقلم چھوا تھا ۔ وہ ابھی حیران

هو رہا تھا کہ موقلم کو کس طرح پکڑے کہ اس آدمی نے کاغذ پر ایک جگہ اشارہ کرتے ہوئے اسے دستخط کرنے کو کہا ۔

" مجھے — مجھے — لکھنا نہیں آتا ۔ " ایہہ کیو نے موقلم پکڑتے ہوئے بڑی گھبراہٹ اور شرم ساری کے ساتھ کہا ۔

" اس صورت میں تمہیں رعایت دی جاتی ہے ، بس یہاں ایک دائرہ بنا دو ! "

ایہہ کیو نے دائرہ بنانے کی کوشش کی لیکن موقلم والا ہاتھ کانپ رہا تھا ۔ اس آدمی نے کاغذ زمین پر پھیلا دیا ۔ ایہہ کیو اس پر جھک گیا اور بڑی محنت سے دائرہ بنانے لگا جیسے اسی پر اس کی زندگی کا دارومدار ہو ۔ اس ڈر سے کہ لوگ ہنسی نہ اڑائیں ، اس نے دائرہ بالکل گول بنانے کا تہیہ کیا ہوا تھا ۔ لیکن کمبخت موقلم نہ صرف بھاری تھا بلکہ اس کے حکم کی تعمیل بھی نہیں کر رہا تھا ۔ جگہ جگہ پھسل جاتا اور جب سرے سے سرا ملنے والا تھا تو اچانک پھر پھسل گیا ۔ یوں دائرے کی شکل تربوز کے بیج جیسی ہو گئی ۔

ایہہ کیو دائرہ گول نہ بننے پر شرمندگی کا اظہار کرہی رہا تھا کہ وہ آدمی کوئی تبصرہ کئے بغیر کاغذ اور موقلم لے کر چلتا بنا ۔ متعدد لوگ اسے تیسری بار گھسیٹ کر جنگلے والے کمرے میں ڈال گئے ۔

اس بار اسے کوئی خاص رنج نہ ہوا ۔ اس نے فرض کر لیا تھا کہ دنیا میں ہر کسی کو کبھی نہ کبھی جیل میں یوں ہی لایا اور لے جایا جاتا ہے اور کاغذ پر دائرے بنانے پڑتے ہیں ۔ تاہم وہ صرف اس بات کو اپنے وقار پر ایک دھبہ تصور کر رہا

تھا کہ دائرے کو گول نہ بنا سکا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد اس نے یہ سوچ کر اپنے حواس دوبارہ مجتمع کر لئے کہ " صرف احمق ھی صحیح دائرے بنا سکتے ھیں ۔ " اور اس خیال کے ساتھ ھی وہ نیند کی آغوش میں پہنچ گیا ۔

بہرحال ، اس رات کامیاب صوبائی امیدوار کی آنکھوں میں نیند نہ تھی کیونکہ کپتان کے ساتھ اس کا جھگڑا ھو گیا تھا ۔ کامیاب صوبائی امیدوار کا اصرار تھا کہ سب سے اھم بات مسروقہ اشیا کی بازیابی ھے ، جبکہ کپتان کا کہنا تھا کہ سب سے اھم بات مجرم کو پبلک کے روبرو عبرت انگیز سزا دینا ھے ۔ کچھ دنوں سے کپتان کامیاب صوبائی امیدوار کے ساتھ حقارت آمیز برتاؤ کرنے لگا تھا ۔ چنانچہ اس نے میز پر مکا مارتے ھوئے کہا ، " ایک آدمی کو سزا دے کر سو کو مرعوب کرو ! سنو ، مجھے انقلابی پارٹی کا رکن بنے ابھی بیس دن بھی نہیں ھوئے اور اس دوران چوریوں کے درجن بھر واقعات ھو چکے ھیں جن میں سے ایک کا بھی سراغ نہیں لگایا جا سکا ۔ ذرا سوچو ! یہ بدنامی میرے لئے کتنی نقصان دہ ھو سکتی ھے ۔ اب صرف اس واقعے کا سراغ لگا ھے اور تم آ کر بیکار حجت بازی کر رھے ھو ۔ میں اس کی اجازت نہیں دوں گا ! یہ میرا ذاتی معاملہ ھے ۔ "

کامیاب صوبائی امیدوار سخت پریشان ھونے کے باوجود مصر تھا کہ اگر مسروقہ مال برآمد نہ ھوا تو وہ فوراً اسسٹنٹ سول ایڈمنسٹریٹر کے عہدے سے استعفیٰ دے دے گا ۔ " جیسے تمہاری خوشی ! " کپتان کا آخری جواب تھا ۔

اسی باعث کامیاب صوبائی امیدوار کو رات بھر نیند نہ آئی ،

لیکن خوشی کی بات یہ تھی کہ اس نے اگلے روز استعفیٰ نہیں دیا ۔

کامیاب صوبائی امیدوار کی بےخوابی والی رات کے اگلے دن صبح ایہہ کیو کو تیسری بار جنگلے والے کمرے سے گھسیٹ کر نکالا گیا ۔ وہ بڑے ہال میں پہنچا تو گھٹے ہوئے سر والا بوڑھا معمول کے مطابق وھیں بیٹھا ہوا تھا ، وہ بھی حسب معمول دوزانو ہو گیا ۔

بوڑھے نے بڑے ھی نرم لہجے میں پوچھا : "تم مزید کچھ کہنا چاھتے ہو ؟" ایہہ کیو نے سوچا کہ اسے کچھ نہیں کہنا ، چنانچہ اس نے جواب دیا ، "نہیں ۔"

اچانک لمبے کوٹوں اور چھوٹی جیکٹوں والے متعدد افراد نے اسے غیر سلکی کپڑے کی سفید واسکٹ پہنا دی ۔ اس پر کچھ سیاہ الفاظ لکھے ہوئے تھے ۔ ایہہ کیو کو خاصی تشویش ہوئی کیونکہ یہ تو ماتمی لباس معلوم ہوتا تھا ، اور ماتمی لباس پہننا بدشگونی کی بات تھی ۔ ساتھ ھی اس کے ھاتھ پیچھے کی طرف باندھ دئے گئے اور اسے گھسیٹ کر سرکاری عمارت سے باھر لے آیا گیا ۔

ایہہ کیو کو ایک کھلے چھکڑے میں سوار کر دیا گیا اور چھوٹی جیکٹوں والے کئی آدمی اس کے ساتھ بیٹھ گئے ۔ چھکڑا فوراً چل پڑا ۔ کئی سپاھی اور ملیشیا کے آدمی جنہوں نے غیر سلکی رائفلیں لٹکا رکھی تھیں ، آگے آگے چل رہے تھے ۔ دونوں طرف حیرت زدہ تماشائیوں کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے ۔ پیچھے کی صورت حال ایہہ کیو دیکھ نہ سکا ۔ اچانک ایک خیال اس کے ذھن میں آیا — "کیا مجھے مقتل میں لے جا رہے ھیں ؟" ڈر کے مارے اس کی گھگی بندھ گئی اور آنکھوں کے سامنے تاریکی

چھا گئی ۔ اس کے کان سنسنا رہے تھے ۔ اسے یوں لگا جیسے اس پر بےہوشی طاری ہو چکی ہو ۔ لیکن یہ حقیقی بےہوشی نہیں تھی ۔ گو تھوڑی دیر تک وہ خوف زدہ رہا ، تاہم کچھ وقت سکون میں گزرا ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شاید اس دنیا میں ہر کسی کو کبھی نہ کبھی مقتل آنا ہی ہوتا ہے ۔

سڑک جانی پہچانی تھی اور وہ حیران تھا کہ لوگ مقتل کی طرف کیوں نہیں جا رہے ؟ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے عوام کے لئے تنبیہ کی خاطر سڑکوں پر گھمایا جا رہا ہے ۔ اگر اسے علم ہوتا بھی تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا ۔ وہ پھر یہی سوچتا کہ شاید اس دنیا میں ہر کسی کے لئے یہی بدا ہے کہ اسے کبھی نہ کبھی عوام کے لئے تنبیہ کی خاطر سڑکوں پر گھمایا جائے ۔

تب اسے احساس ہوا کہ وہ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے مقتل کی طرف جا رہے ہیں ۔ بالآخر ، اسے سر کٹوانا ہی پڑے گا ۔ اس نے مایوس نظروں سے ارد گرد دیکھا ۔ لوگ چیونٹیوں کی طرح پیچھے پیچھے آرہے تھے ، اور غیرمتوقع طور پر اسے لوگوں کے ھجوم میں آماہ وو نظر آ گئی ۔ ہوں ، تو یہی سبب تھا کہ اتنی مدت سے آماہ وو دکھائی نہیں دی تھی ۔ وہ اب شہر میں کام کرتی تھی ۔

اچانک ایہہ کیو کو اپنی مردہ دلی پر شرم محسوس ہونے لگی کہ اس نے اوپیرا کا ایک بول بھی نہیں گایا تھا ۔ خیالات بگولوں کی مانند اس کے ذھن میں چکر لگانے لگے ۔ " نوجوان بیوہ خاوند کی قبر پر " ، اس میں زیادہ شجاعت کا ذکر نہیں ہے ۔

" اژدھے اور شیر کی لڑائی " میں یہ الفاظ " افسوس میں نے مار ڈالا ...." بہت معمولی ھیں - تاھم " میں تمہیں فولادی گرز سے کچل دوں گا " بہترین رھے گا - لیکن جب اس نے ھاتھ بلند کرنے کی کوشش کی تو اسے پتہ چلا کہ ھاتھ تو پشت پر بندھے ھوئے تھے - چنانچہ وہ فولادی گرز والا گیت بھی نہ گا سکا -

" بیس سال بعد میں ایک اور ...." *۱ ایہہ کیو نے هیجانی انداز میں کہاوت کا آدھا حصہ دوھرایا ، جو اس نے خود ھی منتخب کیا لیکن اس سے پہلے کبھی استعمال نہیں کیا تھا - ھجوم میں " واہ ! واہ ! " کا شور بھیڑیے کی غراھٹ جیسا تھا -

چھکڑا آھستہ آھستہ آگے بڑھتا رھا - شور و غل کے دوران ایہہ کیو کی نگاھیں آماہ وو کو تلاش کر رھی تھیں - لیکن اس نے غالباً ایہہ کیو کو دیکھا ھی نہیں تھا ، کیونکہ وہ ٹکٹکی باندھے غیر ملکی رائفلیں دیکھ رھی تھی ، جو سپاھیوں نے اٹھا رکھی تھیں -

ایہہ کیو نے چیختے چلاتے ھجوم پر ایک اور نظر ڈالی -

یہ منظر دیکھ کر اس کے ذھن میں پھر خیالات کے بگولے اٹھنے لگے - چار سال ھوئے ، پہاڑ کے دامن میں ایک بھوکے بھیڑیے

---

*۱ " بیس سال بعد میں ایک اور تنومند نوجوان کے روپ میں ظاھر ھو جاؤں گا " ایک اصطلاح تھی جو مجرم ، موت سے اظہار حقارت کے طور پر ، موت کے گھاٹ اتارے جانے سے قبل استعمال کیا کرتے تھے - آواگون پر اعتقاد کے نتیجے میں وہ سوچتے تھے کہ ان کی روح دوسرے زندہ جسموں میں منتقل ھو جائے گی -

سے اس کا سامنا ہو گیا ۔ بھیڑیے نے ایک فاصلے سے اس کا پیچھا شروع کر دیا ۔ وہ اسے پھاڑ کھانا چاھتا تھا ۔ ڈر کے سارے ایپھ کیو کا دم نکلا جا رھا تھا ۔ خوش قسمتی سے اس کے پاس ایک کلہاڑی تھی جس نے اس کے اندر وی چوانگ تک آپہنچنے کی جرأت پیدا کر دی تھی ۔ وہ اس بھیڑیے کی آنکھیں کبھی بھی فراموش نہیں کر سکا تھا ، اسے یوں محسوس ہو رھا تھا جیسے خوفناک لیکن بزدلی سے بھری ھوئی ، چھلاوے کی مانند چمکتی آنکھیں دور سے جسم کے پار ھوئی جا رھی ھوں ۔ اور اب وہ بھیڑیے سے بھی زیادہ خوفناک آنکھیں دیکھ رھا تھا ۔ بےجان لیکن جسم کے پار ھوتی ھوئی آنکھیں ۔ ان آنکھوں نے اس کے الفاظ نگل لئے تھے اور اس کے گوشت اور خون سے بھی آگے کسی شے کو نگل جانا چاھتی تھیں ۔ اور یہ آنکھیں ایک فاصلے سے اس کا تعاقب کرتی چلی آ رھی تھیں ۔

یہ آنکھیں ، جیسے ایک آنکھ کی شکل اختیار کرکے اس کی روح کو کچوکے لگا رھی تھیں ۔

"مدد ، مدد !"

لیکن ایپھ کیو یہ لفظ بھی ادا نہ کر سکا ۔ اس کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا تھا ۔ کان بج رھے تھے ۔ اور اسے یوں محسوس ہو رھا تھا جیسے اس کا پورا جسم چھوٹے چھوٹے چمکیلے ذرات بن کر منتشر ہو رھا ہو ۔

جہاں تک چوری کے اثرات کا تعلق ھے ، کامیاب صوبائی امیدوار سب سے زیادہ متاثر ھوا تھا ، کیونکہ مسروقہ مال کبھی بھی برآمد نہ ہو سکا ۔ اس کے سارے کنبے میں ھاھاکار مچی

رھی ۔ اس کے بعد چاؤ گھرانے کا نمبر آتا ھے ، کیونکہ جب کامیاب کاؤنٹی امیدوار اس واقعہ کی رپورٹ درج کرانے شہر گیا تو نہ صرف یہ کہ برے انقلابیوں نے اس کی چوٹی کاٹ ڈالی بلکہ اسے سودے بازی میں بیس ہزار سکے بھی ادا کرنے پڑے۔ چنانچہ پورے چاؤ کنبے میں بھی رونا دھونا مچا رھا ۔ اس دن کے بعد وہ لوگ بتدریج ایک معزول شاھی خاندان کے نام لیوا بن کر رہ گئے ۔

جہاں تک اس واقعے پر بحث کا تعلق ھے ، وی چوانگ میں اس کا کوئی تذکرہ نہ ھوا ۔ ظاھر ھے ، سب لوگ اس بات پر متفق تھے کہ ایہہ کیو ایک برا آدمی تھا ۔ ثبوت یہ کہ اسے گولی مار دی گئی تھی ۔ اگر وہ برا آدمی نہ ھوتا تو اسے گولی کیوں ماری جاتی ؟ لیکن شہر میں اس پر اتفاق رائے نہیں تھا ۔ بیشتر لوگ غیر مطمئن تھے ۔ کیونکہ گولی مارنے کو سرقلم کرنے کے مقابلے میں زیادہ عمدہ منظر نہیں سمجھا گیا تھا ۔ اور پھر کتنا مضحکہ خیز مجرم تھا جو اتنی سڑکوں سے گزرا لیکن اوپیرا کا ایک بول تک نہ گایا ۔ وہ بیکار ھی اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے تھے ۔

۲۱ دسمبر

مصنف کے بارے میں

لوشیون جدید چینی ادب کے بانی اور چین کے ثقافتی انقلاب کے عظیم علمبردار تھے - ان کا اصلی نام چو شو ژن تھا - وہ ۱۸۸۱ء میں صوبہ چہہ چیانگ کے قصبے شاؤ شینگ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۶ء میں شنگھائی میں انتقال کیا - ۴ مئی تحریک سے ایک سال قبل ۱۹۱۸ء میں انہوں نے اپنی پہلی کہانی "پاگل کی ڈائری" لکھی جس میں چینی عوام کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں اور جاگیرداری کے خلاف جنگ کریں - اس کے بعد انہوں نے اپنی تخلیقی قوتوں کو چینی عوام کے انقلاب سے مربوط کر دیا اور دم واپسیں تک انتھک جدوجہد میں مصروف رہے - زندگی کے آخری برسوں میں (۱۹۲۷ء کے بعد) وہ چینی کمیونسٹ پارٹی کے بہت قریب آ گئے اور پرولتاریہ کے ایک نڈر مجاھد اور عظیم مفکر بن گئے -

لوشیون بڑے زودنویس ادیب تھے - انہوں نے افسانوں کے تین مجموعے، «دعوت مبارزت»، «تذبذب» اور «پرانی کہانیاں، تذکرۂ نو»، اور «گرم ھوا» اور «قبر» سمیت مضامین کے سولہ مجموعے شائع کئے - انہوں نے بہت سے ترجمے بھی کئے جن میں فیدائف کا ناول «انیس»، گوگول کا ناول «مردہ روح» اور پانٹی لیف کا ناول «گھڑی» شامل ھیں - لوشیون نے «چینی افسانے کی مختصر تاریخ» بھی لکھی -

阿 Q 正传
鲁 迅 著
外文出版社出版
中国北京百万庄路24号
1981年（34开）第一版
编号：（英）10050—992
00005
10—U—87P